مسلسل اشاعت کے پچپن سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

661 / محرم الحرام ۱۴۴۲ھ ستمبر ۲۰۲۰

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی: مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ

سرپرست اعلیٰ: مولانا انوارالحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

SHOT ON ...
AI DUAL CAMERA

محمد شاہد حنیف

مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ ـ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۵ [۲۰-۲۰۱۹ء]

اس اشاریے میں تمام مضامین کو موضوعاتی تقسیم کے بعد تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر درج کیا گیا ہے تا کہ ایک موضوع پر ایک ہی جگہ سے مضامین و کتب سے آگاہی ہو سکے۔

نقش آغاز

راشد الحق سمیع، حافظ	شہید اسلام و پاکستان مولانا سمیع الحق کی شہادت، ایک برس گزر گیا! [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۹/۲-۴
" " "	شیخ الحدیث مولانا اسفندیار خان کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۹/۵
" " "	ناروے میں قرآن کریم کی بے حرمتی اور مرد مجاہد عمر الیاس کی بہادری [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۹/۲-۴
" " "	مولانا سیف الرحمن درخواستیؒ کی وفات [اداریہ]	نومبر ۲۰۱۹/۵
" " "	علامہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی کی دارالعلوم آمد! [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۰/۲-۴
" " "	مولانا فداالرحمن درخواستیؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۰/۵
" " "	مولانا مجاہد الحسینیؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۰/۶
" " "	امارت اسلامی افغانستان کی عظیم فتح اور مولانا سمیع الحق کی یادگار تحریر [اداریہ]	فروری ۲۰۲۰/۲-۳
" " "	عالمی وبا کرونا کی بیماری تازیانہ عبرت یا انسانی کارستانی؟ [اداریہ]	مارچ ۲۰۲۰/۲-۶
" " "	دارالعلوم حقانیہ کے جدید دارالتدریس (اکیڈمک بلاک) کے دفاتر کا افتتاح	مارچ ۲۰۲۰/۷-۸
" " "	مولانا عزیز الرحمن ہزارویؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	جون ۲۰۲۰/۲-۳
" " "	علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ کی رحلت [اداریہ]	جون ۲۰۲۰/۳
" " "	محترم سید منور حسنؒ کی وفات [اداریہ]	جون ۲۰۲۰/۴
" " "	مولانا مفتی محمد نعیمؒ کا انتقال [اداریہ]	جون ۲۰۲۰/۴
" " "	دارالعلوم کے مخلص کرنل مختار حامد شاہ کی وفات [اداریہ]	جون ۲۰۲۰/۵
" " "	مولانا اعجاز حسین (سابق ناظم انتظامیہ، دارالعلوم حقانیہ) کی وفات [اداریہ]	جون ۲۰۲۰/۶
" " "	امت میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کیلئے مولانا شہیدؒ کا پیش کردہ سترہ نکاتی میثاق وحدت	ستمبر ۲۰۲۰/۸-۱۱

قرآنیات و علوم حدیث

طلحہ رحمانی	اردو تفاسیر میں شاہکار اضافہ: آسان بیان القرآن مع تفسیر عثمانی	جنوری ۲۰۲۰/۳۵-۴۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	الفوائد الاصولیہ (اصول حدیث) از محمد ادریس ترنگزئی [مرتب: راحت نیاز حقانی]	مارچ ۲۰۲۰/۸۶

محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	تسهيل الوصول الى علم الاصول على نهج سادات الحنفيه از نثار احمد الحسینی	اکتوبر ٢٠١٩/٦٢-٦٣
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	تفسیر سکونِ دل؛ جلد اوّل از محمد اسلم نقشبندی + شکیل نقشبندی + ہمایوں نقشبندی	فروری ٢٠٢٠/٦٣
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	آسان تجویدی قاعدہ از نوید احمد خان حقانی	اکتوبر ٢٠١٩/٦٢

فقہ وعبادات

راشد الحق سمیع، حافظ	عالمی وبا کرونا کی بیماری تازیانہ عبرت یا انسانی کارستانی؟ [اداریہ]	مارچ ٢٠٢٠/٢-٦
انوار الحق، مولانا	عالمی وبائی مرض کرونا میں رمضان المبارک کیسے گزاریں؟ [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	مارچ ٢٠٢٠/٩-١٤
محمد اسعد تھانوی	تراویح کی رکعتوں کی تعداد	مارچ ٢٠٢٠/٣٧-٥٠
محمد اسحاق، مولانا	مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی کا مرتب کردہ وصیت فارم (برائے مسلمان) پر اکابر کی آرا	مارچ ٢٠٢٠/٦١-٦٧
سعد الباقی حقانی[تبصرہ]	حبیب الفتاویٰ از مفتی حبیب الرحمٰن	جون ٢٠٢٠/٧٢
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	امت کے باہمی اختلافات اور ان کا حل از اشرف علی تھانوی [مرتب: محمد زید مظاہری]	جون ٢٠٢٠/٦٩

دعوت وتزکیہ نفس

انوار الحق، مولانا	اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کون کون ہیں؟ [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	اکتوبر ٢٠١٩/٦-١١
انوار الحق، مولانا	بارگاہِ الٰہی میں فقرا اور مساکین کا مقام ومرتبہ [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	نومبر ٢٠١٩/٦-١١
انوار الحق، مولانا	تین پسندیدہ باتیں اور اعمال [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	فروری ٢٠٢٠/١١-١٥
انوار الحق، مولانا	اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتوں کا شکریہ [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	جون ٢٠٢٠/٨-١٢
انوار الحق، مولانا	اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان کی تکمیل [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	ستمبر ٢٠٢٠/١٢-١٦
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	مجالس ذکر، اللہ کے نام پر علمائے دیوبند کے خلاف سازشیں از عبدالرحیم چاریاری	اکتوبر ٢٠١٩/٦٣
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	کتاب الزہد (دعوت واصلاح) از بیرسٹر ظفر اللہ خان	مارچ ٢٠٢٠/٨٦
جان محمد جان[تبصرہ]	مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں (عزیز الرحمٰن ہزاروی ودیگر اکابر) از حفیظ اللہ	جنوری ٢٠٢٠/٦١-٦٣
محمد رضی الرحمٰن قاسمی	سوشل میڈیائی مصلحین ومفکرین: دعوتِ محاسبہ	فروری ٢٠٢٠/٣٨-٤٢
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	درِ کامل (دعوت واصلاح/تصوف) از محمد عبداللہ شاہ آپاخیل	جون ٢٠٢٠/٧١
محمد اسلام حقانی[تبصرہ]	تبلیغی چھ نمبروں کی اہمیت وضرورت از مولانا محمد زید مظاہری ندوی	ستمبر ٢٠٢٠/٦٣

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحقؒ

راشد الحق سمیع، حافظ	شہیدِ اسلام وپاکستان مولانا سمیع الحق کی شہادت، ایک برس گزر گیا! [اداریہ]	اکتوبر ٢٠١٩/٢-٣
عبدالقیوم حقانی، مولانا	مولانا سمیع الحق شہیدؒ: جلال وجمال اور کمال کا حسین امتزاج	اکتوبر ٢٠١٩/٢٩-٣١
احسان الرحمٰن عثمانی	شہیدِ مظلوم کی داستان، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات وخدمات	نومبر ٢٠١٩/٢٥-٣٨

ایاز احمد حقانی	شفقت و مہربانی کے حسین پیکر: مولانا سمیع الحق شہید	جنوری ۲۰۲۰/۲۷-۳۴
راشد الحق سمیع، حافظ	امارت اسلامی افغانستان کی عظیم فتح اور مولانا سمیع الحق کی یادگار تحریر [اداریہ]	فروری ۲۰۲۰/۲-۳
فضل اللہ، قاضی	مولانا سمیع الحق شہید کو خراج عقیدت [خطاب/مرتب: حزب اللہ]	فروری ۲۰۲۰/۲۱-۲۳
محمد حذیفہ وستانوی	ایک عہد ساز شخصیت: مولانا سمیع الحق شہیدؒ	فروری ۲۰۲۰/۲۷-۲۸
محمد عیسیٰ منصوری، مولانا	حمیت دینی سے سرشار: مولانا سمیع الحق شہیدؒ	ستمبر ۲۰۲۰/۲۸-۳۱

ڈائری سے علمی منتخبات

سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۳	اکتوبر ۲۰۱۹/۱۲-۲۳
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۴	نومبر ۲۰۱۹/۱۲-۲۴
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۵	جنوری ۲۰۲۰/۱۱-۲۶
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۶	فروری ۲۰۲۰/۱۶-۲۰
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۷	مارچ ۲۰۲۰/۲۳-۳۳
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۸	جون ۲۰۲۰/۱۹-۲۸
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی]-۷۹	ستمبر ۲۰۲۰/۱۷-۲۳

تعلیم و تعلّم اور مدارس

ڈاکٹر حسن نعمانی	مقدمہ رہنمائے تعلیم	نومبر ۲۰۱۹/۳۹-۴۳
عبدالرحیم، مفتی	اسلامی تحریکات میں جامعہ حقانیہ کا کردار [خطاب/مرتب: اسامہ سمیع]	فروری ۲۰۲۰/۲۴-۲۶
انوار الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشنِ بہاراں (صدسالہ اجتماع) کا ایک منظر-۱	مارچ ۲۰۲۰/۱۵-۲۳
انوار الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشنِ بہاراں (صدسالہ اجتماع) کا ایک منظر-۲	جون ۲۰۲۰/۱۳-۱۸
عبدالقیوم حقانی، مولانا	مدارس کے فضلا کے لیے کامیابی کا روشن لائحہ عمل	جون ۲۰۲۰/۲۹-۳۵
انوار الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشنِ بہاراں (صدسالہ اجتماع) کا ایک منظر-۳	ستمبر ۲۰۲۰/۲۴-۲۷
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	خطباتِ جامعہ ابوہریرہ [مرتب: عمادالدین محمود+نوراللہ فارانی]	نومبر ۲۰۱۹/۶۱
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	سالنامہ "النفیع" کا "تذکرہ اکابر و مشائخ دارالعلوم (سوات)" نمبر [مدیر: محمد وہاب منگوری، مفتی]	نومبر ۲۰۱۹/۶۲

سیرت النبیؐ

محمد طارق نعمان	رہبر انسانیتؐ، جس نے انسانوں کا جینا سکھایا	اکتوبر ۲۰۱۹/۲۵-۲۸
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	درسی سیرت نبویؐ از حبیب اللہ شاہ حقانی	مارچ ۲۰۲۰/۸۷

شخصیات، تذکرہ و وفیات

محمد حذیفہ وستانوی	برصغیر پاک و ہند میں صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کے اوّلین نقوش	اکتوبر ۲۰۱۹/۴۹-۵۷

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ	شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق کا یوم شہادت	اکتوبر۲۰۱۹/۵۸
حبیب الرحمٰن درخواستی	مولانا پیر سیف الرحمٰن درخواستیؒ کا سانحہ ارتحال	نومبر۲۰۱۹/۳۴-۳۶
عبدالرزاق حقانی، مفتی	شہید اسلام مولانا محمد حنیفؒ (ملت آباد) کی شہادت [مکتوب]	نومبر۲۰۱۹/۵۶
عبدالحق ثانی، صاحبزادہ	ماہنامہ ''الحق'' کے کمپوزر بابر حنیف کی والدہ کا انتقال	نومبر۲۰۱۹/۵۹
محمد اسحاق مدنی	مولانا الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی	جنوری۲۰۲۰/۴۵-۵۰
عبدالحق ثانی، صاحبزادہ	وفیات	جنوری۲۰۲۰/۵۹
عرفان الحق حقانی	مولانا مجاہد الحسینی کی رحلت: یادیں اور دارالعلوم حقانیہ میں خطاب	فروری۲۰۲۰/۴۳-۵۱
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر-۱	فروری۲۰۲۰/۵۲-۵۸
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر-۲	مارچ۲۰۲۰/۵۴-۶۰
سعید الحق جدون	معروف عالم دین قاضی فضل اللہ کے حالات زندگی [انٹرویو]	مارچ۲۰۲۰/۶۸-۷۲
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر-۳	جون۲۰۲۰/۵۲-۵۸
ظفر سیّد	منشی نول کشور: جن کے بادشاہ بھی معترف تھے	جون۲۰۲۰/۵۹-۶۲
محمد ابراہیم فانی، مولانا	داستانِ دلکشا در زمانِ ابتلا [یادداشتیں/تذکرہ]	جون۲۰۲۰/۳۶-۴۲
عبدالحق ثانی، صاحبزادہ	وفیات	جون۲۰۲۰/۶۸
ذاکر حسن نعمانی، مفتی	بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر-۴	ستمبر۲۰۲۰/۴۵-۴۹
محمد یونس میو، پروفیسر	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تاریخ پیدائش و تحقیق	ستمبر۲۰۲۰/۵۰-۵۴

☆☆☆ مزید دیکھیے نقش آغاز

محمد اسلام حقانی (بصر)	علمائے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور ان کی تصنیفی و تالیفی خدمات از سیّد محمد زین العابدین	اکتوبر۲۰۱۹/۶۱
محمد اسلام حقانی (بصر)	داستانِ رفتگان (۱۳۰ رشخصیات کا تذکرہ) از عرفان الحق حقانی	نومبر۲۰۱۹/۶۰
محمد اسلام حقانی (بصر)	مقالات، مشاہدات، واقعات، شخصیات و تاثرات از محمد اکبر شاہ بخاری	فروری۲۰۲۰/۶۴
محمد اسلام حقانی (بصر)	القرطاس الصمیم فی تذکرہ قاضی فضل الرحیم از محمد فاضل عظیم زئی	مارچ۲۰۲۰/۸۸
عرفان الحق حقانی (بصر)	تذکرہ علماء ایبٹ آباد از بشیر حسین حامد	جون۲۰۲۰/۷۱

عالمی وبائی مرض: کرونا

رفیع الدین حنیف	کرونا وائرس: عبرت کے چند پہلو	فروری۲۰۲۰/۳۲-۳۷
راشد الحق سمیع، حافظ	عالمی وبا کرونا کی بیماری تازیانہ عبرت یا انسانی کارستانی؟ [اداریہ]	مارچ۲۰۲۰/۲-۶
انوار الحق، مولانا	عالمی وبائی مرض کرونا میں رمضان المبارک کیسے گزاریں؟ [خطبہ جمعہ/مرتب سلمان الحق حقانی]	مارچ۲۰۲۰/۹-۱۴
محمد حنیف جالندھری	کرونا وائرس اور دینی مدارس	مارچ۲۰۲۰/۳۴-۳۶

اسلام اور مغرب: تقابلی جائزہ

خالد جامعی، سیّد	جدیدیت کیا ہے؟ انسان ۱۸ ویں صدی سے قبل اور بعد	اکتوبر۲۰۱۹/۳۸-۴۸

نیاز احمد سواتی	مغرب سے مکالمہ [تہذیبوں کا تصادم!]	نومبر۲۰۱۹/۴۷-۵۲
عنایت اللہ کوہاٹی	ناروے میں توہین قرآن کریم کی گستاخانہ جسارت	نومبر۲۰۱۹/۵۳-۵۵
محمد اسرار مدنی+محمد عامر ربانی	جمہوریت اور حاکمیت عوام	مارچ۲۰۲۰/۷۳-۷۶
قاضی فضل اللہ، مولانا	پس چہ باید کرد اے اقوام شرق!	ستمبر۲۰۲۰/۳۲-۳۷
محمد اسلام حقانی	عظمت صحابہؓ توہین صحابہ و اہل بیت ایک ناقابل معافی جرم	ستمبر۲۰۲۰/۵۵-۵۷
خالد جامعی، سید	نصابی کتابوں میں انسانی حقوق کے منشور کی تعلیم	ستمبر۲۰۲۰/۳۸-۴۴
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	انسان، مادہ پرستی اور اسلام از ابواحمد لدھیانوی [مرتب: میاں انعام الرحمن+برہان الدین ربانی]	جون۲۰۲۰/۷۰

متفرقات

عبدالرشید طلحہ نعمانی	ہجری کیلنڈر: اہمیت، ضرورت، تقاضے	اکتوبر۲۰۱۹/۳۲-۳۷
اعجاز حسین چوہان	مہنگائی کا بڑھتا رجحان	جنوری۲۰۲۰/۵۱-۵۴
انوار الحق، مولانا	دین اسلام ہی تمام مسائل کا حل [خطبۂ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	جنوری۲۰۲۰/۷-۱۰
سمیع الحق، مولانا	امارت اسلامی افغانستان کی عظیم فتح	فروری۲۰۲۰/۴-۱۰
محمد اسعد تھانوی	قومی نصاب تعلیم: تاثرات و تجاویز	فروری۲۰۲۰/۲۹-۳۱
محمد یونس میو	قومی زبان اردو سے بے اعتنائی کیوں؟	مارچ۲۰۲۰/۵۱-۵۳
گوہر رحمن نقشبندی	قادیانیت کا عدالتی پوسٹ مارٹم	جون۲۰۲۰/۴۳-۵۱
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	مجالس ذکر، اللہ کے نام پر علمائے دیوبند کے خلاف سازشیں از عبدالرحیم چاریاری	اکتوبر۲۰۱۹/۶۴
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	جامع التصریف (علم الصرف کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا) از روح اللہ کشمیری	نومبر۲۰۱۹/۶۲-۶۳
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	سہ ماہی "الایمان" نوشہرہ کا دوسرا شمارہ [مدیر: قاری شمس الرحمن]	نومبر۲۰۱۹/۶۳
جان محمد جان (تبصرہ)	مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں (عزیز الرحمن ہزاروی ودیگر اکابر) از حفیظ اللہ	جنوری۲۰۲۰/۶۱-۶۳
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	مقدمات علوم النحو یہ از روح اللہ کشمیری	مارچ۲۰۲۰/۸۷
....	ماہنامہ "صفدر" گجرات کا اعلان اشاعت خاص بر علامہ خالد محمود [اشتہار]	جون۲۰۲۰/۵۱
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	تمرین الصفہ از مولانا صالح محمد	ستمبر۲۰۲۰/۶۴
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	عورتوں کی خوبیاں اور خامیاں از مولانا مفتی محمد سلمان	ستمبر۲۰۲۰/۶۴

دارالعلوم کے شب و روز

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ مہتمم مولانا انوار الحق کی مصروفیات و اسفار اکتوبر۲۰۱۹/۵۹، نومبر۲۰۱۹/۵۷،
جنوری۲۰۲۰/۵۵-۵۷، فروری۲۰۲۰/۵۹-۶۰، مارچ۲۰۲۰/۷۹-۸۲، جون۲۰۲۰/۶۳-۶۷، ستمبر۲۰۲۰/۵۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ — نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی کی مصروفیات — اکتوبر۲۰۱۹/۵۹-۶۰، نومبر۲۰۱۹/۵۸، جنوری۲۰۲۰/۵۸، فروری۲۰۲۰/۶۱-۶۲، ستمبر۲۰۲۰ء

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ — حامدالحق حقانی کی بندش مساجد کے حوالے سے دارالعلوم کراچی میں بذریعہ فون شرکت اور پیغام — مارچ۲۰۲۰/۸۲-۸۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ — ڈاکٹر سید سلمان ندوی کی دارالعلوم آمد — جنوری۲۰۲۰/۵۵

〃 〃 〃 — ڈاکٹر قبلہ ایاز کی دارالعلوم آمد — جنوری۲۰۲۰/۵۵

〃 〃 〃 — مولانا قاضی فضل اللہ کی دارالعلوم آمد — فروری۲۰۲۰/۵۹

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ — مولانا مفتی عبدالرحیم (کراچی) کی دارالعلوم آمد — فروری۲۰۲۰/۵۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ — جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے گراؤنڈ فلور کا افتتاح — اکتوبر۲۰۱۹/۵۸

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تقسیم انعامات — نومبر۲۰۱۹/۵۷

〃 〃 〃 — نئے زیرتعمیر ہاسٹل کا آغاز — نومبر۲۰۱۹/۵۷

〃 〃 〃 — مولانا سعیدالحق جدون کو صدارتی ایوارڈ پر ہدیہ تبریک — نومبر۲۰۱۹/۵۹

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ میں ششماہی امتحانات وتعطیلات — جنوری۲۰۲۰/۵۵

〃 〃 〃 — شہید ملت اسلامیہ مولانا سمیع الحق تقریری مقابلے کا جامعہ میں انعقاد — جنوری۲۰۲۰/۵۹

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کا سفر حرمین — جنوری۲۰۲۰/۶۰

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تقسیم انعامات — فروری۲۰۲۰/۵۹

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ کی جلسہ دستار بندی — مارچ۲۰۲۰/۷۷

〃 〃 〃 — جدید دارالقدر ریس بیاد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا افتتاح — مارچ۲۰۲۰/۷۷

〃 〃 〃 — جامعہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس — مارچ۲۰۲۰/۷۸

〃 〃 〃 — جامعہ کے سالانہ امتحانات وتعطیلات — مارچ۲۰۲۰/۷۸

〃 〃 〃 — وبائی مرض کرونا کے پیش نظر جامعہ حقانیہ کو بطور قرنطینہ سنٹر پیش کیا گیا — مارچ۲۰۲۰/۷۸

〃 〃 〃 — جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۰-۱۴۳۹ء بمطابق ۱۹-۲۰۱۸ء کے داخلوں کا شیڈول — مارچ۲۰۲۰/۸۴-۸۵

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات کا انعقاد — جون۲۰۲۰/۶۳

〃 〃 〃 — دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا آغاز — جون۲۰۲۰/۶۳

〃 〃 〃 — مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پوتے کی ولادت — جون۲۰۲۰/۶۷

〃 〃 〃 — مولانا عرفان الحق کے فرزند کا تکمیل حفظ قرآن — ستمبر۲۰۲۰/۶۲

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر 55
شمارہ نمبر 12
محرم ۱۴۴۲ھ
ستمبر ۲۰۲۰

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

معاون مدیر: محمد اسلام حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: امت میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کیلئے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پیش کردہ سترہ نکاتی میثاق وحدت اسلامی اور ضابطۂ اخلاق .... راشد الحق سمیع ۸
- اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان کی تکمیل .... شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ ۱۲
- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری .... مولانا عرفان الحق اظہار حقانی ۱۷
- دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں کا ایک منظر .... شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ ۲۳
- حمیت دینی سے سرشار مسلک دیوبند کے ترجمان: مولانا سمیع الحقؒ .... مولانا محمد عیسیٰ منصوری ۲۸
- پس چہ باید کرد اے اقوام شرق! .... مولانا قاضی فضل اللہ ۳۲
- نصابی کتابوں میں انسانی حقوق کے منشور کی تعلیم .... جناب سید خالد جامعی ۳۸
- بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۴۵
- مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تاریخ پیدائش تحقیق .... پروفیسر محمد یونس خاں میو ۵۰
- عظمت صحابہؓ: توہین صحابہ واہل بیت ایک ناقابل معافی جرم .... مولانا محمد اسلام حقانی ۵۵
- دارالعلوم کے شب وروز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۸
- تعارف وتبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۳

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40روپے۔ سالانہ -/400روپے۔ بیرون ملک 40$امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

امت میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کیلئے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پیش کردہ سترہ نکاتی میثاق وحدت اسلامی اور ضابطۂ اخلاق

بدقسمتی سے پاکستان اور امت مسلمہ ان دنوں جس زبوں حالی، انتشار، داخلی وخارجی، سیاسی اور معاشی بحرانوں سے دوچار ہے اس ابتر صورتحال میں ایک عنصر مسلمانوں کی آپس میں فرقہ ورانہ چپقلش بھی ہے جو وقتاً فوقتاً پاکستان اور عالم اسلام کیلئے سوہانِ روح بنی ہوئی ہے، اس بار ملک میں محرم الحرام کے موقع پر ایک بار پھر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے کچھ مظاہرے مختلف جگہوں پر ہوئے جس سے ایک بار پھر پورے ملک میں فرقہ وارانہ آگ کے پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہوگیا ہے اور دونوں اطراف سے نفرت وتناؤ میں اضافہ ہوا، حکومت اور اقتدار کے ''اصل حکمرانوں'' نے دونوں مسالک کے اہم رہنماؤں کو بلا کر ''وعظ و نصیحت'' کی روایتی تلقین کی لیکن کیا اس سے یہ آگ بجھ جائے گی؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک میں اسکے تدارک کیلئے مضبوط آئین سازی اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے، ماضی میں اس سلسلے میں والد ماجد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قائم کردہ تنظیم ''ملی یکجہتی کونسل'' کی مساعی اور کوششیں پورے ملک پر عیاں ہیں، ملی یکجہتی کونسل کا سب سے بڑا کارنامہ تمام فرقوں اور مکاتب فکر کا ایک ضابطۂ اخلاق پر اتفاق کرانا تھا۔ ۲۳ راپریل ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد میں کونسل کی خصوصی کمیٹی کا اس میثاق وحدت اسلامی اور ضابطہ اخلاق پر مشتمل ۱۷ نکات پر اتفاق ہوا جسے ملی یکجہتی کونسل کے تمام اکابرین نے بالاتفاق دستخط کر کے منظور کیا، یہ ہماری تاریخ کا ایک سنہری کارنامہ ہے۔ جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی، یہ وحدت امت کیلئے ہمیشہ قابل تقلید رہنما اور نشان راہ بن سکتی ہے، حضرت والد مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے بعد میں تہران کی عالمی وحدت اسلامی کانفرنس میں بھی اس میثاق وحدت اسلامی اور ضابطہ اخلاق کو پیش کیا۔ کانفرنس کے منتظمین نے فوری طور پر اسے عربی، فارسی اور اردو میں طبع کرا کر شرکاء میں تقسیم کیا اور حکومت ایران نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ نے کانفرنس کے موقع پر اس بات پر زور دیا کہ امت میں موجودہ فرقہ وارانہ لہر اور سازشوں کے خلاف اسے بنیاد

بنا کر عملی طور پر نافذ العمل کیا جائے ورنہ فرقہ واریت کا ناسور پھیلتا چلا جائے گا، اسے تقسیم در تقسیم محض کانفرنسوں اور نمائشی تقاریر و سطحی اقدامات سے ختم نہیں کیا جاسکتا، اس کیلئے ٹھوس اقدامات کرنے چاہئیں اور ایران و پاکستان کی دونوں حکومتوں کو عملی طور پر اس ضابطۂ اخلاق کو قوانین کی شکل میں نافذ العمل کرنا چاہیے تب ہی فرقہ واریت کے عفریت کے سامنے سدِ سکندری باندھا جاسکے گا اور امت مسلمہ وحدت واتحاد کی لڑی میں پروئی جاسکے گی ورنہ ...... نشستن و گفتن و برخاستن

وما علینا الاالبلاغ (مدیر مسؤل)

تمام فرقوں کے متفقہ و منظور شدہ میثاق وحدت اسلامی اور ضابطہ اخلاق کے نکات

(۱) اختلافات اور بگاڑ کو دور کرنے کے لیے ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ تمام مکاتب فکر نظم مملکت اور نفاذ شریعت کے لیے ایک بنیاد پر متفق ہوں چنانچہ اس مقصد کے لیے ہم ۳۱ر سرکردہ علماء کے ۲۲ر نکات کو بنیاد بنانے پر متفق ہیں۔

(۲) ہم ملک میں مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو اسلام کے خلاف سمجھنے، اس کی پرزور مذمت کرنے اور اس سے اظہار برات کرنے پر متفق ہیں۔

(۳) کسی بھی اسلامی فرقہ کو کافر اور اس کے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیر اسلامی اور قابل نفرت فعل ہے۔

(۴) (ا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی طرح کی توہین کے مرتکب فرد کے شرعاً، قانوناً موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں اسلئے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکی قانون پر ہم اس ہر ترمیم کو مسترد کریں گے اور متفق اور متحد ہو کر اس کی مخالفت کریں گے جو توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہو۔

(ب) عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم عظمت اہل بیتؓ اطہار و امام مہدی، عظمت ازواج مطہراتؓ اور عظمت صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ ایمان کا جز ہے ان کی تکفیر کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور انکی توہین و تنقیص حرام اور قابل مذمت وتعزیر جرم ہے

(۵) ایسی ہر تقریر وتحریر سے گریز و اجتناب کیا جائے گا جو کسی بھی مکتب فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا باعث بن سکتی ہے۔

(۶) شرانگیز اور دل آزار کتابوں، پمفلٹوں اور تحریروں کی اشاعت، تقسیم و ترسیل نہیں کی جائیگی

(۷) اشتعال انگیز اور نفرت انگیز مواد پر مبنی کیسٹوں پر مکمل پابندی ہوگی اور ایسی کیسٹیں چلانے والا قابل سزا ہوگا۔

(۸) دل آزار، نفرت آمیز اور اشتعال انگیز نعروں سے مکمل احتراز کیا جائے گا۔

(۹) دیواروں، ریل گاڑیوں، بسوں اور دیگر مقامات پر دل آزار نعرے اور عبارتیں لکھنے پر مکمل پابندی ہوگی۔

(۱۰) تمام مسالک کے اکابرین کا احترام کیا جائے گا۔

(۱۱) تمام مکاتب فکر کے مقامات مقدسہ اور عبادت گاہوں کے احترام و تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

(۱۲) جلسوں، جلوسوں، مساجد اور عبادت گاہوں میں اسلحہ خصوصاً غیر قانونی اسلحہ کی نمائش نہیں ہوگی۔

(۱۳) عوامی اجتماعات اور جمعہ کے خطبات میں ایسی تقریریں کی جائیں گی جن سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں مدد ملے۔

(۱۴) عوامی سطح پر ایسے اجتماعات منعقد کیے جائیں گے جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کر کے ملی یک جہتی کا عملی مظاہرہ کریں۔

(۱۵) مختلف مکاتب فکر کے اور مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائیگا۔

(۱۶) باہمی تنازعات کو افہام و تفہیم اور تحمل و رواداری کی بنیاد پر طے کیا جائے گا۔

(۱۷) ضابطہ اخلاق کے عملی نفاذ کے لیے ایک اعلیٰ اختیاراتی بورڈ تشکیل دیا جائے گا جو اس ضابطہ کی خلاف ورزی کی شکایات کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ صادر کرے گا اور خلاف ورزی کے مرتکب کے خلاف کاروائی کی سفارش کرے گا۔

اسمائے گرامی سربراہان و زعماء تہران کانفرنس ۲۰۰۸ء

☆ مولانا شاہ احمد نورانی (صدر جمعیۃ العلماء پاکستان) ☆ علامہ ساجد نقوی (تحریک جعفریہ پاکستان)

☆ مولانا سمیع الحق (صدر جمعیۃ العلماء اسلام و ناظم عمومی ملی یک جہتی کونسل)

☆ قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی پاکستان) ☆ علامہ ساجد میر (امیر جمعیت اہل حدیث)

☆ مولانا ضیاء القاسمی (سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان) ☆ مولانا محمد اجمل خان (سرپرست جمعیۃ العلماء اسلام ف)

☆ مرید عباس یزدانی (سربراہ سپاہ محمد پاکستان) ☆ مولانا اسفندیار (سواد اعظم پاکستان کراچی)

☆ مولانا اجمل قادری (امیر انجمن خدام الدین) ☆ مولانا عبدالقادر (امیر جماعت اہل حدیث پاکستان)

اسمائے گرامی ودستخط سربراہان وزعماء ملی یکجہتی کونسل کانفرنس منعقدہ اسلام آباد ۱۹۹۵ء

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان کی تکمیل

نحمده ونصلى على رسوله الكريم امابعدفاعوذبالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (النساء: ۱۳۵)

''اے ایمان والو! صرف زبان کا اقرار کافی نہیں بلکہ دل سے اللہ و رسول پر ایمان لے آؤ''

محترم سامعین! آیت مبارکہ کے جس ٹکڑے کی آپ کے سامنا تلاوت کی اس کے اندر ایمان و یقین کا ذکر ہوا ہے، اے ایمان والو! ایمان لے آؤ جب خطاب ہی ایمان والوں کو ہے تو پھر دوبارہ ایمان لانے کا کیا مطلب؟ مفسرین کرام اس کی کئی قسم کی توجیہ کرتے ہیں، پہلی یہ کہ وہ لوگوں جنہوں نے زبان سے اقرار تو کرلیا ہے لیکن ابھی تک ایمان نہیں لائے یا ابھی تک ایمان کی حقیقت دل میں مؤثر نہیں ہوئی ہے تو وہ زبان کے ساتھ ساتھ دل سے بھی اللہ ارو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں لہٰذا زبان کے ساتھ دل سے بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو، صرف اقرار لسانی تکمیل ایمان کے واسطے کافی نہیں جب تک کہ تصدیق قلبی ساتھ نہ ہو، دوسری توجیہ یہ ہے کہ ایمان لاکر اس پر استقامت اختیار کرو اور ایک تیسری توجیہ یہ بھی ہے کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو، انسان کلمہ پڑھ کر حدود ایمان میں تو داخل ہوگیا لیکن تکمیل ایمان کے لئے تصدیق قلبی اور اعمال صالحہ بہت ضروری ہے۔

جتنا زیادہ اعمال صالحہ اتنا زیادہ اخلاص

اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان کی تکمیل بھی ہوگی اور اس کو جلا اور روشنی بھی ملے گی، جتنا زیادہ اعمال صالحہ ہوں گے اور اس کے اندر اخلاص جتنا زیادہ ہوگا ایمان کی اتنی روشنی اور جلاپن زیادہ ہوگا، ایمان کی نشاندہی بھی انسان کو اعمال ہی سے ہوتی ہے، جس قدر کے اعمال میں پختگی ہوتی ہے اسی قدر ایمان مضبوط ہوتا ہے، پھر انسان کا عمل گویا تبلیغ ہوتا ہے جسے خاموش تبلیغ کہتے ہیں اور بعض دفعہ

خاموش تبلیغ کا اعلانیہ دعوت چلانے سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

مسلمان تاجروں کی وجہ سے چین میں اسلام کا پھیلنا

آپ لوگوں نے تاریخ میں پڑھا ہوگا کہ جب چین میں مسلمان تاجر داخل ہوئے تو انہوں نے معاملات کی صفائی کی وجہ سے شہرت حاصل کی، یوں آہستہ آہستہ لوگ انہیں دیکھ کر ان کی سچائی ،دیانتداری ،امانتداری اور انصاف وغیرہ سے متاثر ہو کر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہوتے رہے، آج چائنا میں لاکھوں مسلمان آباد ہیں، یہ ان بوریہ نشینوں کی برکت ہے جو دن میں مخلوق خدا کے ساتھ تعلق رکھ کر معاملات درست رکھتے ہیں اور رات کو اپنے خالق و مالک کو رو رو کر راضی کرتے رہے، اللہ کے ساتھ اپنے باطن کو ٹھیک کرتے رہے۔

دو صحابہ کرامؓ کے اخلاق سے انڈونیشیا میں اسلام پھیلنا

اسی طرح انڈونیشیا کا پورا ملک دو صحابہ کرامؓ کے وہاں دکان کھولنے کی وجہ سے مسلمان ہوا ہے، ان کے معاملات کی صفائی اور وقت نماز میں دکان بند کر کے لوگوں نے ان سے پوچھا، آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ لوگ دکان بند کر کے پھر بھی قطاریں انتظار میں کھڑی رہتی ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے ،ہمیں ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے اصول وضوابط سے سکھائے ہیں، ہم بیچتے وقت جھوٹ نہیں بولتے، گاہک کو دھوکا نہیں دیتے، اپنی عبادات کی پابندی کرتے ہیں، بیکار چیز اچھی قیمت پر فروخت نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ لوگ یہ سن کر کہنے لگے پھر تو ہمیں بھی مسلمان ہونا چاہئے اور یوں پورا ملک دو صحابہ کرامؓ کے اخلاق اور معاملات میں اچھے برتاؤ کی وجہ سے مسلمان ہوا۔

ہمارے اعضاء کا مسلمان ہونا

ہم بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں لیکن ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ کیا ہماری آنکھیں مسلمان ہو چکی ہیں؟ اگر یہ مسلمان بن چکی ہیں تو پھر یہ غیر محرم کی طرف کبھی نہیں اٹھیں گی، ہماری زبان اگر مسلمان ہو چکی ہے تو یہ پھر کبھی جھوٹ نہیں بولے گی، اگر زبان پر جھوٹ ہے تو سمجھو کہ ابھی تک زبان مسلمان نہیں ہوچکی ہے اور اگر ہمارے کان مسلمان بن چکے ہیں تو پھر یہ کسی کی غیبت اور خلاف شرع باتیں نہیں سنیں گے، اگر سنتے ہیں تو پھر سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہو چکے۔

ایمان کا محل انسان کا دل ہے

اسی طرح ہر عضو کے بارے میں ہم سوچیں کہ ہم نے اب تک کس کس عضو کو مسلمان بنالیا ہے؟اگر ہر ہر عضو گناہوں میں لتھڑا اور پلید نظر آتا ہے تو سوچئے کہ مسلمان کس چیز کا نام ہے؟ جب ہمارے جسم کے ارکان واضح مسلمان نہیں تو پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں؟ ایمان کا محل انسان کا دل ہے، دل میں آ کر بعد میں ایمان کا ظہور اعضا میں ہوتا ہے اور ظاہر ہے دل میں اسلام کا ظہور ہوتا ہے۔

سب سے بڑی دولت

میرے دوستو! ایمان سب سے بڑی دولت ہے، اللہ کے ہاں سب سے قیمتی چیز ایمان ہی ہے اگر ساری دنیا کافروں سے بھر جائے تو وہ اللہ کے ہاں ایک ادنیٰ مومن کے برابر نہیں ہو سکتے، ایک ذرہ برابر ایمان بھی مسلمان کے لیے ہمیشہ دوزخ سے خلاصی کا سبب ہے۔

ایک مسلمان بندے کی ایک بار لا الہ الا اللہ کہنا تمام زمین و آسمان سے بھاری ہے، حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ روز قیامت ہر بندے کے اعمال کے رجسٹر ہوں گے جس میں صرف ایک نیکی لا الہ الا اللہ لکھا ہوگا باقی تمام ۹۹ رجسٹر گناہوں سے بھرا ہوگا لیکن جب میزان عدل میں وزن کیا جائے گا تو گناہوں سے بھرے ہوئے ۹۹ فیصد رجسٹر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں وہی کلمہ ہوگا تو حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ لا الہ الا اللہ بھاری ہو جائے گا ،وہ عرض کرے گا یا اللہ! یہ کیا ہے؟ ارشاد ہوگا یہ تیرا ایمان (ایک نیکی) ہے ہمارے پاس،ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہمارے اوپر ہمارا صاحب ایمان ہونا ہے، ہمارا مسلمان ہونا ہے، جس کی ہم نے یا ہمارے باپ دادا نے کوئی درخواست نہیں کی تھی، بن مانگے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے ماں باپ ،دادا، پردادا ،قرنوں تک جا کے مسلمان پیدا کیا گیا۔

اللہ نے ایمان کو دل کے اندر محفوظ رکھا ہے

ایمان ہماری اصل دولت اور خزانہ ہے،انسان کو جب کسی چیز کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا تو وہ آسانی سے گنوا دیتا ہے اور اس عظیم خزانے کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کے اندر رکھا پھر اس اسے بھی اندر دل میں چھپایا ہے اور دل ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں شیطان کا بس نہیں چلتا، چاروں

طرف سے دل کو اندر جانے کا شیطانی راستہ مکمل بند ہے، ہم اور آپ بھی قیمتی چیز کمرے کے اندر صندوق میں اور صندوق کے اندر چھوٹی سی ڈبی میں بند کر کے اوپر سے تالے لگواتے ہیں تاکہ چور ڈاکو سے محفوظ رہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایمان کو دل کے اندر رکھ کر ایک محفوظ قلعے کے اندر چھپا رکھا ہے تاکہ ایمان کا ڈاکو شیطان اس تک رسائی حاصل نہ کرسکے اور شیطان لعین کی سب سے بڑی کوشش ہی یہی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ ایمان کی قیمتی دولت کو کھو بیٹھے، شیطان گناہوں اور منکرات کو مزین کر کے بندے کے سامنے رکھ دیتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (ال عمران:١٤)

لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا:

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ(النمل:٢٤)

ان کے لیے شیطان نے ان کی نظر میں اعمال بد مزین کردیئے تا آنکہ ان کو اللہ کے سیدھے راستے سے روک دیا۔

بہرکیف شیطان پہلے تو گناہ کرواتے ہیں، یہ بھی آخرت کی تباہی و بربادی کی بات ہے لیکن شیطان مرتے دم تک ایمان چھیننے کی کوشش کرتا رہتا ہے، اس نے قسم کھا کر کہا ہے کہ

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ص :٨٢)

"آپ کی عزت کی قسم ہے کہ سب کو گمراہ کروں گا"

وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف:١٧)

"پھر اے اللہ! تو نہ پائے گا ان میں سے اکثر کو شکرگزار"

یعنی ایمان والا کیونکہ اللہ تعالی کا سب سے بڑا شکر توحید کا اقرار ہے اور اس اقرار کرنے سے محروم کرنے کا شیطان بڑا حریص ہے، وہ آخری حربہ تک استعمال کرے گا، اللہ تعالی اگر نظر کرم نہ کریں تو نزع کی حالت میں بھی وہ بد بخت اپنی کوشش جاری رکھتا ہے۔

امام احمد حنبلؒ کو حالت نزع میں شیطان کا ورغلانا

امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ حالت نزع کے وقت بیٹا عبداللہ سرہانے بیٹھا تھا اور آہستہ آہستہ لا الہ اللہ کی تلقین کرتے رہے، آپؒ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی، عین اسی وقت شیطان مردود آپ سے کہتا رہا احمد تو چھوٹ گیا، احمد امام شیطان کی آواز کو سن کر لا بعد لا بعد یعنی نہیں ابھی نہیں، کہتے رہتے۔ جب ہوش میں آگئے تو بیٹے کو بہت فکر رہی کہ یا اللہ! امام وقت جس کا ایک دنیا جہان پر پرکار ہے میں تو اس سے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کلمہ طیبہ کی تلقین کر رہا اور یہ لا بعد لا بعد کہہ رہا ہے یہ کیا ماجرا ہوا؟ باپ سے پوچھا تو فرمایا بیٹا! شیطان مردود مجھے کہتا رہا کہ تو بس ہاتھ سے چھوٹ گیا، اور ایماندار دنیا سے چلا گیا۔ میں اس کو جواب دیتا رہا کہ نہیں ابھی تک نہیں بچ سکا ہوں، جب ایمان کے ساتھ کلمہ پڑھ کر دنیا سے رخصت ہو جاؤں تب تیرے پنجہ استبداد اور تیری گرفت سے بچ جاؤں گا، اگر اللہ تعالی کا کرم اور رحمت شامل حال نہ رہا تو میں کیسے بچ سکوں گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرمائے (آمین)

دعوات حق (چار جلد)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے اصلاحی، روحانی، علمی اور انقلابی خطبات اور مواعظ ملفوظات ومعارف کا حسین گلدستہ اور بیش بہا قیمتی سوغات جسے شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے بدست مبارک عمدہ و اعلیٰ چار جلدوں میں مرتب کرکے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔

گھر بیٹھے بذریعہ فری ہوم ڈیلیوری حاصل کریں۔ قیمت -/1100 روپے

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ رابطہ نمبر: 0315 9898998

(قسط ۷۹) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۸ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے، آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی تجزیہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔ یاد رہے کہ یہ ڈائریاں ایک طرف حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے احوال و سوانح کے لئے بھی ایک بنیادی و اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور شب و روز بھی اس میں کافی حد تک محفوظ ہو چکے ہیں...... (مرتب)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داریاں سونپ کر استعداد اور صلاحیت عطا فرمانا

مولانا منظور نعمانی فرماتے ہیں، حضرت مولانا محمد الیاس کی اس گفتگو سے مجھے اطمینان اور تسلی ہوگئی، اسی شام میں دلی چلا گیا کہ صبح کو حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے انتقال کی خبر ملی تو فوراً دلی سے واپسی ہوئی، یہاں آیا تو لوگ جمع ہیں اور تعزیتی اجتماع سے حضرت مولانا محمد یوسفؒ خطاب فرمارہے ہیں ان کا کہنا تھا کہ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک لمحہ ضائع کئے بغیر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اعلان فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو کام اور نظام چل رہا تھا اب بھی وہی چلتا رہے گا اور اس میں بال برابر فرق نہیں آنے دیا جائے گا، تو مولانا محمد یوسفؒ نے تبلیغی جماعت کے نظام کو اسی طرح جاری رکھا تشکیل ہوئی اور کام آگے بڑھا، جب کہ اس

سے قبل مولانا محمد یوسفؒ کو تبلیغی جماعت کے کام سے کوئی مناسبت نہیں تھی، محض محقق عالم اور بہترین مصنف تھے، ہمہ وقت مطالعہ میں ڈوبے رہتے تھے جب حضرت مولانا محمد الیاسؒ انہیں تبلیغی کام یا مہمان یا دعوت کے نظام کے سلسلہ میں کسی کام سے بلاتے تو وہ عرض کرتے حضرت! اس سے میرے تعلیمی، مطالعاتی اور تصنیفی مشاغل کا نقصان ہوتا ہے، مگر قدرت نے حضرتؒ کے انتقال کے بعد راتوں رات ان کو استعداد اور صلاحیت سے نوازا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہی یوسف ہی نہیں جو پہلے تھا۔

حضرت گنگوہیؒ کے انتقال پر ایک صاحب بڑے غمزدہ ہوکر حضرت مولانا خلیل احمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بڑے پریشان اور گھبرائے ہوئے اور عرض کیا حضرت! اب ہم کیا کریں گے کوئی نظر نہیں آتا، تو مولانا خلیل احمدؒ نے فرمایا: ''حضرت گنگوہیؒ کے بعد اب جو حضرات موجود ہیں انہیں غنیمت سمجھو ورنہ کل یہ بھی نہیں ملیں گے۔'' بہر حال یہ بات اس لئے چھیڑ دی کہ اللہ پاک جب بھی چاہیں کام اور ذمہ داریاں سونپ دیتے ہیں اور صلاحیت و استعداد بھی عطا فرمادیتے ہیں۔

حضرت مولانا سعید احمد خان

تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ رہنما مہاجرِ مدینہ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ضعف و علالت اور بیماری کے باوصف حضرت شیخ الحدیثؒ کی تعزیت کے سلسلہ میں دارالعلوم تشریف لائے، دفتر اہتمام میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور صاحبزادہ مولانا انوارالحق سے حضرتؒ کے لئے تعزیت کی، اور ارشاد فرمایا کئی روز سے مسلسل بخار ہے، علالت بڑھ گئی ہے، آج تھوڑا بخار اترا تو اس کو غنیمت جانا اور حاضری کی سعادت حاصل کی، یہ ہمارے اوپر حق تھا کہ ہم حاضر ہوتے، اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیثؒ کے درجات بلند فرمائے، مولانا سمیع الحق نے عرض کیا حضرت یہ آپکی مہربانی اور عنایت ہے، آپ اس بیماری کی حالت میں زحمت نہ فرماتے، آپکی دعائیں ہمارے لئے کافی ہیں۔ رائیونڈ کے سارے اکابر تشریف لائے تھے، حضرتؒ کو بھی آپ سے محبت تھی بڑے احترام سے آپ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں، حضرتؒ ہمارے بزرگ اور مخدوم تھے ان سے ملاقات بھی ہوا کرتی تھی، یہاں دارالعلوم بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوتی تھی اور مدینہ منورہ میں بھی انہوں نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا تھا، دنیا سے صالحین چلے گئے اور اب حضرتؒ بھی چلے گئے ہیں اور ہم لوگ رہ گئے ہیں، زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ فتنے پر فتنے آرہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے عرض کیا: حضرت یہی پریشانی ہے کہ فتنوں کا دور ہے اور ادھر قحط الرجال ہے ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں اور اپنے اندر اس کی اہلیت بھی نہیں۔

مولانا سعید احمد خان نے فرمایا، اللہ پاک برکت دے گا، حضرت کی برکتیں ظاہر ہوں گی، حضرت کے تلامذہ تو پاکستان افغانستان اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یورپی ممالک میں بھی ان کا فیض پہنچا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور ان کے برکات، ان کے متوسلین، تلامذہ اور ان کی اولاد پر نازل فرمائے۔ پھر مولانا سعید احمد خان نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بڑے الحاح اور عجز و انکسار کے ساتھ حضرت شیخ کی مغفرت و رفع درجات، دارالعلوم کے بقا و استحکام اور اس کے نظام و اہتمام میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے جانشینوں کے لئے دیر تک دعا فرماتے رہے۔ مولانا سمیع الحق کی درخواست پر دارالحدیث میں دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ترغیباً ارشاد فرمایا: ''دارالعلوم حقانیہ مرکز علم ہے تمام عالم میں مشہور ہے۔ جہاد کا قلعہ، دین کا مورچہ ہے، اس کے فضلاء کو اس کے متوسلین و متعلقین کو اور یہاں کے طلبہ اور اہل علم کو اس ادارہ کی نسبت اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے نسبت کے پیش نظر چاہئے کہ یہاں کے علوم و معارف اور انوار و برکات کو بھی تمام عالم میں پھیلا دیا جائے۔''

جناح پارک پشاور میں مولانا عبدالحقؒ کانفرنس

قائدِ شریعت حضرت شیخ الحدیثؒ کو ہم سے رخصت ہوئے ایک ماہ ہونے کو ہے، مگر حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ارادت مندوں اور محبین میں جذبات کا تلاطم ابھی تھما نہیں ہے آنسو تھم گئے مگر جذبات و احساسات میں رقتوں کی کیفیت تاہنوز باقی ہے، جن لوگوں پر حضرتؒ کی شخصیت، ان کا مشن، ان کا پیغام، ان کی تحریک اور ان کے مساعی جس قدر زیادہ واضح تھے، آج وہ اتنے ہی بے قرار ہیں، ان کی برپا کردہ فروغ علم، ترویج جہاد اور نفاذ شریعت کی تحریک سے وابستہ ہر فرد خواہ وہ علمی اور ذہنی استعداد اور صلاحیت کے اعتبار سے کسی درجے کا کیوں نہ ہو آج بے اختیار حضرت کے بلند کردار اور مجاہدانہ زندگی کو اپنی ممکنہ حد تک خراج تحسین پیش کرنے میں پیش پیش ہے؛ چنانچہ جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ، افغان اتحاد کونسل اور محاذ جنگ کے جرنیلوں نے متفقہ طور پر ۱۴را اکتوبر کو جناح پارک پشاور میں ''مولانا عبدالحق کانفرنس'' کے انعقاد کا فیصلہ کرلیا ہے جس میں ان کے مقدس مشن اور تحریک کو منزل سے ہم کنار کرنے کے لئے ان کے ہزاروں تلامذہ فضلاء پر دارالعلوم دیوبند، فضلاء حقانیہ، ملک بھر کے علمائے کرام، جہاد افغانستان کے میدان کارزار کے جرنیل۔ افغان قائدین، مہاجرین و مجاہدین اور جمعیت علماء اسلام کے لاکھوں کارکن اور عامۃ المسلمین اس بات کا عہد کریں گے کہ ہم حضرت قائد شریعتؒ کے مشن کی تکمیل میں سب کچھ قربان کریں گے۔ جہاد افغانستان کو کامیابی تک

پہنچا کر اور پاکستان میں اسلامی نظام قائم کر کے دم لیں گے اور مشرق و مغرب کی طرف سے اٹھنے والے ہر باطل طوفان کے سامنے سدّ سکندری بن کر باطل طاقتوں کے عزائم خاک میں ملا کر رکھیں گے۔ (یہ تاریخی کانفرنس توقع سے زیادہ کامیاب رہی، جناح پارک میں لاکھوں عقیدت مندوں نے حضرت کے مشن کو جاری رکھنے کا تجدید عہد کیا۔ احقر عرفان الحق نے بھی والد ماجد حضرت مولانا حاجی اظہار الحقؒ کے ہمراہ باوجود صغرسنی کے شرکت کی سعادت حاصل کی)

مولانا عبدالحق کی عظیم شخصیت پر وقیع اور ٹھوس کام کرنے کی ضرورت

قائدِ شریعت حضرت شیخ الحدیثؒ جس مرتبے اور مقام کی علمی شخصیت تھے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان پر زیادہ وقیع اور ٹھوس علمی اور تحقیقی کام ہو۔ جیسے جیسے وقت گذرتا جائے گا حضرت قائدِ شریعتؒ کا علمی و دینی اور خالص اسلامی سیاسی تشخص، ماضی کے مقابلے میں مزید ابھرتا چلا جائے گا۔ سیاسی کشیدگیوں، گروہی وابستگیوں اور جماعتی تعصبات سے آلودہ پس منظر جیسے جیسے دھندلائے گا۔ ویسے ویسے حضرتؒ کے درست سیاسی موقف، دینی خدمات اور علمی شخصیت میں کشش بڑھے گی، آنے والے زمانے میں حضرتؒ کے علمی و دینی قومی وملی اور سیاسی خدمات پر ملک و بیرون ملک کی جامعات میں تحقیق وتنقید ہوگی، زندگی کی طرح آپ کے ارتحال کے بعد بھی آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پی ایچ ڈی کرنے والے کام کرتے رہیں گے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی عظیمت شخصیت پر مادر علمی کی طرف سے ٹھوس اور وقیع کام مولانا سمیع الحق کی سرپرستی سے ماہنامہ الحق کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر کی شکل میں ہوا، جو دو کالمی صفحات میں ۱۲سو صفحات سے زائد اوراق پر مشتمل ہے جبکہ شیخ الحدیث کی سوانح کے لئے بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتا ہے، پشتو، اردو، عربی تینوں زبانوں میں نظم ونثر میں ان پر مستقل ضخیم ومختصر تالیفات کئے گئے ہیں، ملک عزیز کے بیشتر یونیورسٹیوں سے سینکڑوں ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز کے مقالات قلمبند کیے۔

شیخ الحدیث کا شوقِ جذبہ علم: تحریک نفاذ شریعت اور ذوق غلبہ جہاد ایک امانت

آخر میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ارادت مندوں، محبین ومخلصین، فضلاء حقانیہ اور عامۃ المسلمین سے یہی گذارش ہے کہ اب حضرت قائدِ شریعتؒ کی شخصیت سے زیادہ ان کی فکر، ان کے مؤقف، ان کا لگایا ہوا گلشن علم ''دارالعلوم حقانیہ'' اور ان کا متعین کردہ مقصد حیات زیادہ عزیز ہونا چاہئے۔ ہماری توجہ کا ہدف صرف حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ذات اور شخصیت ہی نہیں ہونی چاہئے بلکہ پوری کائنات میں ان کے فکر وشعور ان کے نظریات اور ان کے خیالات کی قندیلیں روشن کی جائیں۔ فکر ونظر، نفاذ شریعت اور

تعلیم وتربیت اور جہاد افغانستان کا سلسلہ جاری رہے۔ حضرت قائدِ شریعت محض مدرس، محض فقیہ یا خطیب یا محض ایک سیاستدان ہی نہیں تھے بلکہ وہ بڑے مرتبے والے سیرت ساز، آدم گر اور تنظیم وتحریک اور اسلامی انقلاب کی راہوں کے نبض شناس بھی تھے انہوں نے اپنے بے حد وحساب مشاغل، تدریسی وتعلیمی اور تنظیمی مصروفیات کے جلو میں لاکھوں انسانوں کی سیرت کو صحیح عقائد ونظریات کے سانچوں میں ڈھالا، مرکز دارالعلوم حقانیہ، میدان کارزار جہاد افغانستان اور تحریک نفاذ شریعت، اس عمل خیر کی ندرت کے علامات اور شہادت ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ قائدشریعتؒ کے انتقال کے بعد لاکھوں افراد کا سیل ان کے متعین کردہ راستے پر اور متعین مقصد کے لئے ہر ممکن ایثار کے ساتھ اب بھی آمادۂ سفر ہے۔ یہ جذبۂ تحصیل علم، یہ شوق تحریکِ نفاذ شریعت یہ ذوقِ غلبہ جہاد افغانستان ان کی امانت ہے۔ جس کی ہمیں پوری توجہ اور فکر مندی کے ساتھ حفاظت کرنی چاہئے اور اسے بھرپور مساعی کے ساتھ فروغ بھی دینا چاہئے۔ حضرت قائدشریعتؒ کے رخصت ہونے کے بعد بظاہر جو خلا محسوس ہورہا ہے نہ جانے زمانے کے کتنے عشروں، مہینوں اور سالوں کی طوالت میں اس خلا کے سناٹے گونجتے رہیں گے......

نکل گئے جو بادل برسنے والے تھے   یہ شہر آب کو ترسے گا چشم کے بغیر

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی رحلت پر سینٹ کا متفقہ اظہار تعزیت

جناب قائم مقام چیئرمین سید فضل آغا صاحب:

جی طارق چوہدری صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کردیجئے۔

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم، میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایوان مولانا عبدالحق مرحوم کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہے اور اس ایوان کے معزز ممبران کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کو اپنے قرب میں بہترین جگہ عطا فرمائے۔

میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان قراردادوں کی نقل جو ہے وہ مرحوم کے لواحقین کو بھجوائی جائے، جناب مولانا عبدالحق مرحوم بزرگ شخصیت اور مسلمانوں کے عظیم دینی راہنما تھے۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی ایک ہی جگہ پر ایک ہی لکڑی کی چوکی کے اوپر بیٹھ کر مسلمانوں کے بچوں کو دین کی تعلیم سے آراستہ کرنے میں صرف کردی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل کے ساتھ اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا، جب ہم ایسے ہی اداروں میں جاتے ہیں تو ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح

اپنے دین کی حفاظت فرماتے ہیں اور کس طرح اس کی تکمیل کرتے ہیں اور کس طرح اس کو پھیلانے کے لئے سامان کرتے ہیں، ایک درویش آدمی جس کی گدڑی بالکل خالی ہے۔ کروڑوں روپے میں ایک بلڈنگ بنی ہے۔ ۳۰، ۳۵ لاکھ روپے سالانہ اس کے اخراجات ہیں جدید اور دینی تعلیم وہاں دی جارہی ہے سینکڑوں طلبہ ان کے پاس رہائش پذیر ہیں، جن کے رہنے کا، جن کے کھانے کا بندوبست وہ خود فرماتے ہیں پھر اتنے طلبہ اور اساتذہ کی نگرانی کے بعد تصنیف تالیف لکھنے پڑھنے کے بعد وعظ کرنے اور اپنے علاقوں کی نمائندگی کرنے کیلئے بھی وہ وقت نکال لیتے ہیں، سترہ برس تک مولانا نے پارلیمنٹ میں اپنے علاقے کی بے باک نمائندگی فرمائی اور اپنی پوری زندگی انہوں نے پاکستان کے تحفظ اور بقا کیلئے، پاکستان کی بہتری اور پاکستان کی بھلائی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کیلئے تالیف وتصنیف میں گذاردی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

جناب چیئرمین: شکریہ پروفیسر خورشید صاحب

پروفیسر خورشید: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین میں بھی آپ کے ریزولیوشن اور عزیزم طارق چوہدری کے ریزولیوشن کی پوری پوری تائید کرتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالحق اس دور میں قرونِ وسطیٰ کے علم وتقویٰ کی ایک زندہ مثال تھے۔ انہوں نے علم وتحقیق کی بھی خدمت کی اور طلبہ کی دینی، اخلاقی تربیت کے ذریعے سے ایک نسل تیار کی جس نے دین کی خدمت کی، ان کے شاگردوں نے جہاد افغانستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس پورے علاقے میں پاکستان وافغانستان میں ان کے شاگردوں کا جال پھیلا ہوا تھا، ان کا اہم کنٹری بیوشن خود جہاد افغانستان کی تقویت میں ہے، جناب والا! میں آپ کو یاد دلاؤں اس پیرانہ سالی کے باوجود نفاذ شریعت کی مہم میں اور خصوصیت سے پرائیویٹ شریعت بل اس کی تیاری پارلیمنٹ میں اس کے لئے فضا کو ہموار کرنا، عوامی جدوجہد میں ذاتی طور پر جو احتجاج ہوا اس میں شرکت یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو ان کی ہمیشہ یادگار رہیں گی، میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن ان کے اٹھنے سے علم کا ایک بڑا خزانہ اٹھ گیا۔ ایک بڑا سرمایہ دولت سے ہم محروم ہوگئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، انکے درجات کو بلند فرمائے اور انکے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مسلمانوں کو توفیق دے، وہ دینی اور علمی تحقیق اور جہاد ان میدانوں میں جو انہوں نے روشن مثال قائم کی ہے، اس پر چلیں اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس خلا کو پر کریں، ان جذبات کے ساتھ میں تائید کرتا ہوں آپ کے اور طارق چوہدری کے ریزولیوشن کی۔

جناب قائمقام چیئرمین:

شکریہ جناب محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان ہوتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین صاحب کہاجاتا ہے کہ موت العالم، موت العالم، یعنی ایک عالم کی موت ساری دنیا کی موت ہوا کرتی ہے، جناب والا مولانا عبدالحق صاحب ایک نہایت ہی متقی اور پرہیزگار عالم دین تھے جن پر نہ صرف اہلیانِ صوبہ سرحد کو بلکہ میں سمجھتا ہوں سارے پاکستان کو فخر تھا، انہوں نے دین کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کی اور وہ پاکستان کے ان جید علماء میں سے تھے جن کو دارالعلوم دیوبند میں پڑھانے کا شرف حاصل ہوا، بعد میں انہوں نے اکوڑہ خٹک میں ایک دارالعلوم قائم کیا جس میں نہ صرف ملک کے اندر کے سٹوڈنٹس تھے بلکہ افغانستان کے طلبہ بھی وہاں سے مستفید ہوتے رہے اور وہاں کی ٹریننگ کی وجہ سے وہی لوگ بڑی طاقت کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ جناب والا! ملک میں ایسے لوگوں کی بہت زیادہ کمی ہے اور ان کی وفات سے ملک ایک نہایت جید عالم کی خدمات سے محروم ہوگیا ہے، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

جناب قائمقام چیئرمین: شکریہ جناب سرتاج عزیز صاحب

جناب سرتاج عزیز، وفاقی وزیر:

جناب چیئرمین صاحب! مولانا عبدالحق نے جس خلوص اور محنت سے اپنی زندگی اسلام اور علم کے لئے وقف کی وہ ہم سب کیلئے ایک مثال اور ایک مشعل کی حیثیت رکھتی ہے؛ کیونکہ ہمارے ملک میں بہت کم ہستیاں ایسی گذری ہوں گی جنھوں نے ایک ایسے دارالعلوم کا قیام اپنی محنتوں اور کوششوں سے کیا جو پورے علاقے بلکہ پاکستان کے بہت سے حصوں کے لئے اہم درسگاہ کی شکل اختیار کرگئی اور میں سمجھتا ہوں اس سارے علاقے میں اس وقت ان کے شاگردوں کی جو تعداد ہے وہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھ سے زیادہ تک پہنچ چکی ہوگی اور ان کے جنازے میں مجھے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، اس میں جس عقیدت اور محبت سے ان کو سپرد خاک کیا گیا وہ بجائے خود ان کی خدمات کے لئے ایک اہم پیغام تھا، میں دعا کرتا ہوں کہ ان کا دارالعلوم ان کے جانے کے بعد اسی طرح تمام قوم کے لئے ایک مشعلِ راہ بنے۔ اسلام اور اپنی علمیت کی بدولت وہ نور جو انہوں نے اپنی زندگی میں اور روحانیت کا وہ پیغام جو انہوں نے اپنے درسوں میں اپنے شاگردوں کے ذریعے پھیلایا وہ اسی طرح پھیلتا رہے تاکہ دنیاوی اور دینی زندگی کا یہ امتزاج جو اس دارالعلوم نے پیش کیا اس کی تقلید میں اور بھی ایسے دارالعلوم ہمارے ملک میں قائم ہوں، میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو رحمت اور جنت نصیب کرے اور ان کے لواحقین کو صبر عطا کرے۔

(قسط ۳)

شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب
مہتمم جامعہ حقانیہ و نائب صدر وفاق المدارس

دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں کا ایک منظر

صد سالہ اجتماع دارالعلوم دیوبند کے لیے سفر کی دلچسپ روئیداد

احقر اور برادر بزرگ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنے والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور قائد ملت اسلامیہ مولانا مفتی محمودؒ کی معیت میں دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ منعقدہ مارچ ۱۹۸۰ء میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہوا تھا۔اس وقت جو مناظر، اکابرین کی زیارت و ملاقات، فضلاء دیوبند بالخصوص حضرت والد صاحب کی دستار بندی، اور علماء و اولیاء کی صحبتیں نصیب ہوئیں،اپنی ڈائری میں طالب علمانہ رپورٹ لکھتا رہا۔ زعمائے ملت کے خطبات بھی سنے،حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب کا مفصل خطبۂ استقبالیہ، مولانا سید ابوالحسن ندوی کا انقلابی خطاب، مولانا مفتی محمودؒ کی بصیرت افروز تقریر، والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا مختصر مصلحانہ بیان اپنی تمام اداؤں کے ساتھ اب تک دل و دماغ کی سکرین پر ثبت ہے۔دنیا بھر سے آئے ہوئے ملتِ اسلامیہ کے زعماء کے خطابات، مسئلہ فلسطین، اسلامی ممالک کی رفتار ست اور انگریز کی دلچسپی کے وجوہ، بین الاقوامی حالات، دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر، تحریک حریت میں علماء حق کی قربانیاں، دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کا صد سالہ مجاہدانہ کردار، برطانوی حکومت کے ظلم و استبداد کے واقعات اور برصغیر میں علماء کرام اور زعمائے اہل حق کی انگریز دشمن سرگرمیوں کی تفصیلات اور ان کے افکار عالیہ سے بھرپور استفادہ کا موقع ملا۔زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے امت کی علمی و دینی اور ملی قیادت کو لاکھوں کے مجمع سے ایک سٹیج میں یکجا خطاب کرتے ہوئے سُنا۔اس موقع پر جو کچھ میں نے دیکھا اور جس طرح سمجھا اس وقت کے مناظر اور حالات کے مطابق اپنی ڈائری میں محفوظ کرلیا تھا۔حسنِ اتفاق سے وہی ڈائری سامنے آگئی تو پُرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔دل میں خیال آیا کہ اکابر کا تذکرہ ہے،مبارک اجتماع کی دلچسپ علمی اور روحانی روئیداد ہے اسے بھی امت کے حضور پیش کردیا جائے،مگر یاد رہے کہ اس تحریر میں مقالہ نویسی والا تسلسل اگرچہ نہیں ہے،البتہ اس کی حیثیت ایک تاریخی یادداشت کی ضرور ہے جس سے تاریخ کے طلباء کو بھی بہت سا مواد مل سکتا ہے،پھر واقعات و حکایات کی چاشنی بھی ہے،اور ان کی روحانیت کی مٹھاس بھی، علماء، اولیاء، صلحاء، فضلاء اور اہل ایمان کی گہما گہمی بھی ہے،اور نصائح و مواعظ کی ولآویزی بھی،اور دارالعلوم دیوبند کے جشنِ صد سالہ کی ایک خوبصورت تصویر بھی۔اس کی اشاعت سے تاریخ بھی محفوظ ہوجائے گی اور قارئین پڑھیں گے تو حظ وافر حاصل کریں گے انشاءاللہ۔

وزیراعظم ہند کی مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا عبدالحقؒ سے ملاقات

پھر بعد میں برادرم مولانا سمیع الحق صاحب نے دیکھا جو سٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ذریعے معلوم ہوا کہ جاتے وقت سٹیج پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے بارے میں پوچھ کر ملاقات کی خواہش ظاہر کردی۔ چنانچہ والد صاحب اور حضرت مفتی صاحب جو کہ ایک ساتھ تھے ان کے ساتھ کچھ دیر کھڑی اور گفتگو کرتی رہی اسی دوران مفتی صاحب نے اُن کو پاکستان سے آنے والوں کے بارے میں کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ دیوبند کے علاوہ اور جگہوں کے ویزے بھی مل جائیں تاکہ سیر ہو سکے تو اندرا گاندھی نے کہا کہ دہلی کی تو بات آسان ہے دیگر مقامات کا ویزہ جو لوگ چاہتے ہیں ہوجائیگا۔ اندرگاندھی کے چلے جانے کے بعد ہم لوگ بھی جو گرمی اور حبس کی وجہ سے گھٹن محسوس کررہے تھے۔ جلسہ گاہ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے اور اکثر لوگ بھی اٹھنے لگے مگر سٹیج سے بار بار اعلانات ہوتے رہے کہ جلسہ ابھی ختم نہیں اور بعض اہم تقاریر ہونے والی ہیں ہم تو باہر نکل کر اپنی اقامت گاہ کا رخ کر کے طویل وعریض کیمپوں کو عبور کرتے ہوئے دارالعلوم پہنچ کر حضرت والد صاحب ومفتی صاحب کے معیت میں اپنے جائے اقامت پہنچ گئے۔ کچھ دیر آرام کیا پھر عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاجی ممتاز خان اور بندہ نے حضرت شیخ الاسلام ودیگر اکابر کے مزارات پر حاضری کا ارادہ کیا اور پھر یہی معمول بنایا کہ دن میں دوبار یعنی ہر شام تو ضرور اور اس کے علاوہ جب بھی وقت ملتا اکابر کے مزارات پر حاضری کر کے کچھ دیر وہاں دعاؤں میں مشغول رہتے۔

فضلاء کرام کیلئے خصوصی ضیافت کا اہتمام

حاجی حبیب الرحمن صاحب اور بعض دیگر دوستوں کی خواہش تھی کہ آج رات مندوبین اور فضلاء کیلئے طعام کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور جس کیلئے خاص ٹکٹ جاری کردیے گئے ہیں۔ شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی جائے چنانچہ ہم بہت ساتھی معراج گیٹ کے جانب بنے ہوئے اسی طعام گاہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ایک وسیع وعریض علاقے کو گھیر کر اردگرد قناتیں اور ٹینٹ لگائے گئے تھے۔ داخلے کے الگ اور خروج کے الگ دروازے تھے۔ لمبی قطاریں بنی ہوئی تھیں۔ مگر یہاں بھی حاجی حبیب الرحمن کی خوش کلامی کام آئی اور دروازے پر کھڑے رضاکاروں نے ہمیں ترجیح دیتے ہوئے اپنی باری سے پہلے اندر داخلہ کی اجازت دیدی۔ اندر بے شمار دسترخوان بچھے ہوئے تھے، بیک وقت ہزاروں لوگوں کو بٹھانے اور کھلانے کا انتظام تھا۔ ہر چیز کی فراوانی تھی پلاؤ جسمیں بہت زیادہ گوشت تھا اور اس کے ساتھ روٹی اور سالن کا بھی انتظام تھا۔ تمام خدام مہمانوں کا غایت درجہ اکرام واحترام

کرتے اور راحت پہنچانے کی ہرممکن کوشش کرتے۔ اس کھانے کا عجیب وغریب ذائقہ ومزہ رہا۔ کھانے سے فراغت کے بعد واپسی کے گیٹ سے واپس نکل گئے اور حضرت والد صاحب کے پاس حاضر ہوئے جہاں حسب معمول کمرے میں ملاقات کرنے والوں کا ازدحام اور ہجوم تھا اور حضرت مولانا مدنی کے فرزندان حضرت مولانا اسعد مدنی وبرادران اپنے والدمکرم کے روایات کو زندہ رکھتے ہوئے اپنی طرف سے دسترخوان بچھائے ہوئے تھے۔ ہرکسی کو کھانا کھلارہے تھے۔ ہرچیز کی فراوانی تھی ۔کوئی رکاوٹ نہ تھی جس کی مرضی ہوتی میزبان بار بار پوچھتے کہ جس نے کھانا نہیں کھایا کھانے بیٹھ جائے۔ آشیانہ مدنیؒ کی اس سخاوت اور مہمان نوازی پر عقل دنگ رہ جاتی تھی۔دوسرے روز یعنی ۲ مارچ ضروریات ومعمولات سے فراغت کے بعد جب حضرت مدنیؒ کے مکان پر حاضری دی تو معلوم ہوا کہ حضرت والد صاحب وجناب مفتی صاحب صبح کی نشست میں شرکت کرنے کیلئے جلسہ گاہ تشریف لے گئے ہیں۔

سٹیج پر حاضری

چنانچہ بندہ وقاری لعل محمد اور حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب پنڈی والے جن سے اس مکان میں ملاقات ہوئی، جلسہ گاہ پہنچ کرعقب دروازے سے سٹیج پر پہنچ گئے۔ سٹیج پہنچ کر اگلی نشستوں پر جن پر حضرت والد صاحب اور مفتی صاحب ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔قریب بیٹھنے کیلئے جگہ حاصل کرلی۔جلسہ پہلے سے جاری تھا۔ اس دوران حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور بعض دیگر اکابر کے تقاریر جاری تھے اور اس دوران حضرت قاری صاحب عالم اسلام کے بعض رہنماؤں جن کے پیغامات کل نہ سنائے جاسکے۔ وقفہ وقفہ سے سناتے رہے۔مولانا سید ابوالحسن ندوی نے اپنے خطاب میں فرمایا:

”(۳) یہ سب ان اکابر کی برکت اور دارالعلوم کا فیض ہے۔ہم میں سے اس کی ہرگز اہلیت نہیں، پورے برِّصغیر میں دین کی اشاعت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہندؒ، مولانا محمود الحسنؒ، حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت قاری صاحب مدظلہ اور ان کے اکابر کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ان اکابر دارالعلوم کی کوششوں سے ملک آزاد ہوا اور دارالعلوم برِّصغیر میں اسلامی بقاء اور اشاعت کا ذریعہ بنا۔دارالعلوم کو ربّ العزت مزید ترقیوں سے نوازے۔“

جنرل ضیاء الحق کا پیغام اور مولانا مفتی محمود کا خطاب

اسی دوران پاکستانی سفیر نے اپنے ملک کے سربراہ یعنی جنرل ضیاء الحق کا پیغام بھی سنایا جس میں انہوں نے دیوبند کے علمی وملی خدمات کے سلسلہ میں اس عظیم ادارہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا تھا۔اس پیغام کے بعد اعلان کیا کہ اب پاکستان کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمود تقریر فرمائیں گے۔ چنانچہ پورا مجمع جو آج بھی لاکھوں افراد کا ایک سمندر دکھائی دے رہا تھا۔ خاموش بیٹھا اور ہمہ تن متوجہ ہوگیا۔

مولانا مفتی محمود کے خطاب سے اقتباس

مفتی صاحب مائیک پر آئے اور اتنے عظیم اجتماع کے انعقاد پر جلسہ کے منتظمین کو مبارکباد پیش کی اور دارالعلوم اور اس کے عظیم اکابر اور سپہ سالاروں کو بہترین الفاظ میں تحسین کی۔مولانا مفتی محمودؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''حضرت مولانا نانوتویؒ ،حضرت شیخ الہندؒ ،حضرت شاہ کشمیریؒ،حضرت مدنیؒ اور کتنے بزرگ ہیں کہ جنہوں نے یہاں پر اس ہدایت کے پھیلانے اور دین کی اشاعت میں عظیم خدمات سرانجام دیں ۔میں سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم دیواروں کا نام نہیں بلکہ دارالعلوم ایک تحریک ہے ،ایک مکتبِ فکر ہے اور حقیقت میں اشاعتِ اسلام کا جذبہ ہے ۔اور اس جذبہ کا نام دارالعلوم ہے ۔دارالعلوم کے بہت سے فرزندانِ پاکستان میں بستے ہیں، بنگلہ دیش میں ہیں اور اس کے برکات تین بڑے حصوں میں تقسیم ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی ایک بڑی تعداد حاضر ہے،اور بہت بڑی تعداد وہ ہے جو حالات اور قانونی رکاوٹ کے باعث حاضر نہ ہوسکی۔

میں اس جذبہ اور انتظام پر دارالعلوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور گذارش ہے کہ اس طرح کے دو اجتماعات اور بھی ہوں ۔ایک پاکستان میں ہو ایک بنگلہ دیش میں ۔آپ یہ نہ سمجھیں کہ صرف اس موجودہ تعداد سے پاکستان کی نمائندگی ہوسکتی ہے ، بلکہ پاکستان میں ایک عظیم اجتماع منعقد ہونا چاہئے بلکہ وہ اجتماع اس سے عظیم ہوگا ،اگر آپ ہماری سرپرستی کریں تو ہم تیار ہیں۔''

مولانا محمد عیسیٰ منصوری
چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

حمیت دینی سے سرشار مسلک دیوبند کے ترجمان
مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حال ہی میں مولانا راشد الحق سمیع (صاحبزادے مولانا سمیع الحق شہیدؒ) سے اچانک فون پر گفتگو کی سعادت حاصل ہوئی تو مولانا نے فرمایا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ پر ایک ضخیم نمبر تیار کررہے ہیں، آپ بھی فوراً اپنے تاثرات ہمیں روانہ کردیجئے! انتظار رہے گا۔

بندہ چھ ماہ سے صاحب فراش ہے اور ذہن متعدد چیزوں میں الجھا ہوا ہے، بھارت میں جس طرح مسلمانوں کو جبراً ہندو بنانے کی کوششیں تیز تر ہوتی جارہی ہیں، اس لیے بندہ کئی ماہ سے ہندو مذہب تاریخ ،نفسیات (خاص طور پر مٹھی بھر تقریباً چار فیصد) برہمن کی اسلام دشمن کارستانیاں (جنہوں نے تقریباً ڈھائی ہزار سال سے ۹۵ فیصد آبادی کو غلام بنا رکھا ہے) ان موضوعات پر ریسرچ وتحقیق اور لکھنے میں مصروف ہے، اسی طرح حال ہی میں جس طرح اچانک امریکی صدر ٹرمپ کے ایماء پر متحدہ امارات کے اسرائیل سے کھلم کھلا سفارتی ،تجارتی ،ثقافتی تعلقات بحال کرکے عالم اسلام کی پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے اور اس کے نقش قدم پر تمام خلیجی ریاستیں سعودیہ سمیت قطار میں کھڑی ہیں، درحقیقت یہ تمام عرب ممالک خلافت عثمانیہ کے غداروں کی پشتنی اولاد ہیں یہ نہ صرف امریکی غلام ہیں بلکہ ان کے ہمیشہ دیرینہ تعلقات اسرائیل سے رہے ہیں، ان کربناک حالات میں جن اکابرین کی شدت سے یاد تازہ ہوتی ہے، ان میں پاکستان کے سب سے پیشرو اور مقدم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالحقؒ تقسیم ہند کے موقع پر دیوبند کے مقبول ترین اساتذہ میں سے تھے، تقسیم کے بعد حضرت مدنیؒ اور دیگر کابرین نے آپ کو با اصرار پاکستان واپس بھیجا کہ وہاں اہل حق کے مسلک افکار ونظریات پر عملی ادارے اور عملی کام کے لئے جماعت سازی ہوسکے، یہ حقیقت ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ زندگی بھر اہل باطل کے خلاف چوکھی لڑائی لڑتے

رہے، آپ نے ایک طرف اہل دیوبند کا مرکز کے طور پر عظیم الشان ادارہ (جامعہ حقانیہ) قائم کیا جو بجا طور پر پاکستان کا دیوبند کہلاتا ہے، دوسرے جو لوگ ملک کو ترقی کے نام پر الحاد و زندقہ، بے حیائی اور اتاترک کی طرز پر لے جانا چاہتے تھے ان کے خلاف آپ نے ہر محاذ پر کام کیا، آپ نے پارلیمنٹ میں بھی مسلسل اسلام کا کیس لڑا اور عوامی طور پر ایسا پریشر گروپ قائم فرمایا جس سے اسلام کے مخالفین ہمیشہ خائف رہے، بعد میں اور اکابرین بھی شریک ہوتے گئے جیسے حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مفتی محمودؒ شروع کی تقریباً نصف صدی میں آپ کا رسالہ ''الحق'' واحد رسالہ تھا جو ملک میں سب سے زیادہ کثیرالاشاعت وسیع المشربی کے ساتھ ہر ہر محاذ پر باطل تحریکوں اور افکار ونظریات کا مقابلہ کرتا رہا، آپ کے جانشین حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا قلم پاکستان میں مسلک دیوبند کا ترجمان تھا، آپ اہم ترین علماء کے پیش رو رہے جو بیباکی کے ساتھ ہر موضوع پر کما حقہ بصیرت اور مکمل تحقیق اور موضوع کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر کے جواب دیتا، تمام اہم معرکے جیسے پارلیمنٹ میں اسلام اور مغرب زدہ لوگوں کا مسئلہ ہو یا قادیانیت کے خلاف ۷۴ء کا معرکہ ہو یا دین کی تعبیر وتشریح میں راہ اعتدال سے تجاوز کرنے والے فرقے یا افراد ہوں مولانا کا قلم ہر باطل کے خلاف شمشیر بران تھا، دوسری طرف آپ کا تمام ہی اکابرین سے یکساں تعلق بھی رکھتے، تمام مسالک کے علما و مشائخ اور تمام سیاسی رہنماؤں سے برابر رابطہ تھا تیسری طرف وسعت ظرفی اتنی کہ ڈاکٹر جاوید اقبال مرحوم جیسے آزاد خیال بھی مولانا کی خدمت میں پہنچ کر بلاتکلف اپنے خیالات کا اظہار کرتے اور آپ سے متاثر ہو کر لوٹتے، حق گوئی کا یہ عالم کہ حکومت کا بڑے سے بڑا اہل کار حتی کہ ایوب خان اور مشرف کے خلاف شریعت حرکات پر برملا ٹوک دیتے، یہ جامعہ کی خصوصیت رہی کہ کثرت سے افغانستان کے طلباء حصول علم کی خاطر آتے رہے اور یہ دونوں اکابر حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ درس حدیث کو روایتی انداز کے بجائے نفاذ اسلام اور اجتماعی طور پر شریعت کے احکام کے اجراء پر ان کو متوجہ فرماتے، افغانستان کے طلباء کی ذہن سازی اور کردارسازی میں سب سے زیادہ رول انہی دونوں بزرگوں کا رہا، یہ حقیقت اتنی روشن وعیاں ہے کہ مغربی طاقتیں بھی افغانستان کے اسلامی انقلاب کے ذمہ دار بجا طور پر انہی دونوں بزرگوں کو سمجھتی تھی۔ بندہ نے ۸۰۔۹۰ء کی دہائی میں اپنی متعدد نگارشات 'الحق' کو بھجیں مولانا راشد الحق سمیع دامت برکاتہم سے خط و کتابت بھی رہی، مولانا راشد الحق سمیع کی اس حقیر کے ساتھ اپنے بڑوں کا سا طرز اپناتے لیکن دونوں ملکوں کے سیاسی حالات اور مخابرہ کی مجبوریوں کی وجہ سے صرف ایک بار چند گھنٹوں

کے لئے حاضری ہوسکی، جامعہ حقانیہ کی زیارت اور وہاں کے اساتذہ وطلباء کو دیکھ کر یہ احساس پختہ ہوگیا کہ یہی ادارہ پاکستان میں دیوبند اور اہل حق کا اصل جانشین ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پاکستانی پارلیمانی گروپ کے ساتھ یورپ کے متعدد ملکوں کے ممبران پارلیمان کی درخواست پر یورپ تشریف آوری ہوئی ،مغرب کی اسلام دشمنی اور عداوت وتعصب دیکھئے سب سے پہلے یورپ کے جس ملک (غالباً بیلجیئم یا ہالینڈ) میں ایئرپورٹ پر حضرت شیخ الحدیث شہید کو روکنا بلکہ ڈی پورٹ کرنا چاہا لیکن گروپ کے سرکردہ جناب مشاہد حسین سید جیسے جرات مند اور معاملہ شناس تھے، انہوں نے پوری جرات سے کام لیا اور ڈٹ گئے، حضرت شیخ الحدیث شہیدؒ کے بغیر ہمیں بھی آپ کی میزبانی قبول نہیں، ہم سب ہی واپس جاتے ہیں اس طرح انکو مجبوراً اجازت دینی پڑی، اس کے بعد جب یہ گروپ لندن پہنچا حضرت شیخ الحدیث کی ذرہ نوازی تھی کہ بندے کو فون کیا، بندہ اسی وقت تبلیغی مرکز کے امام مولانا عبدالحلیم اور چند علماء کے ساتھ حاضر خدمت ہوگیا۔ حضرت شیخ الحدیث شہیدؒ ایسی محبت ،شفقت اور اپنائیت سے ملے حالانکہ صرف ایک بار اکوڑہ خٹک میں مختصر سی ملاقات ہوئی تھی، بندہ حضرت کے اخلاق فاضلانہ وکریمانہ سے بے حد متاثر ہوا، ہر صاحب ایمان سے ایسا تعلق آج کل بالکل ناپید ہو چکا ہے، آپ سے مل کر حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا منظور نعمانیؒ کی یاد تازہ ہوگئی ،وفد کا قیام لندن میں نہایت مختصر غالباً دو دن ہی تھا، حضرت شیخ الحدیث کی تشریف آوری کو غنیمت جان کر بندہ نے درخواست کی وفد کو واپس جانے دیں، حضرت والا ابھی برطانیہ کو مزید چند دن عنایت فرمادیں ،تاکہ اس ملک کے مسلمان خصوصاً برصغیر کے تینوں ملکوں کے ہم مسلک دیوبندی اور سرحد کے لوگ استفادہ کرسکیں اور ملک کے مختلف حصوں میں فورم کی طرف سے شایان شان پروگرامز ہوسکیں ،مگر برطانیہ کا صیہونی میڈیا حضرت شیخ الحدیث کی منفی تصویر پیش کرنے کا موقع غنیمت سمجھ رہا تھا اور مشاہد حسین سید جیسے جرات مند، بیباک جو حضرت شیخ الحدیث کے مقام ومرتبہ اور خدمات سے کماحقہ واقف تھے اور اب تک پوری جرات سے مدافعت کربھی رہے تھے غالباً اسی خدشے کے پیش نظر حضرت مولانا سمیع الحق شہید نے وفد کے ساتھ ہی لوٹ جانا مناسب سمجھا، اسی طرح اس ملک کے مسلمان اس عظیم ہستی کے فیوض و برکات اور آپ کے مجاہدانہ افکار وخیالات سے محروم رہ گئے۔ پھر اچانک حضرت شیخ الحدیث کی شہادت جس مظلومانہ طریقے سے ہوئی اس پر بندہ عرصے تک حیران مبہوت رہا ،ایسی عظیم ہستی کے خود کی رہائش گاہ پر یہ حادثہ فاجعہ کیسے پیش آسکتا ہے؟ کئی دنوں تک دل ودماغ پر یہ بات حاوی رہی ،اس پر غور کرتا رہا، بندہ اس نتیجے پر پہنچا کہ حکومت کے تساہل بلکہ اندرونی تعاون کے بغیر یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا، دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث کو پوری ملت کی طرف سے بہترین صلہ عطاء فرمائے اور امت کو آپ کا نعم البدل عطاء فرمائے اور دونوں اکابرین کا لگایا ہوا گلشن (جامعہ حقانیہ) تاابد پھلتا پھولتا رہے اور افغانستان صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بن کر ابھرے، علامہ اقبال نے افغانستان کو ایشیاء کا دل کہا ہے اور کہا ہے افغانستان کا امن ایشیاء کا امن ہے اور فساد ایشیا کا فساد ہے۔ یہ چند سطور فوری طور پر دل میں آئیں اور حضرت شیخ الحدیث پہ لکھنے کی صحیح حقدار وہی لوگ ہیں جو برسہا برس حضرت کے علوم و فیوض سے مستفید ہوتے رہے، یہ دور افتادہ آپ کے حکم کے مطابق اپنی انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوا رہا ہے، قلم برداشتہ یہ چند سطور حاضر خدمت ہیں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

مولانا قاضی فضل اللہ (شمالی امریکہ)

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق!

علامہ اقبال مرحوم کے مثنوی کا یہ مصرعہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرقی اقوام کو کیا کچھ کرنا چاہئے؟ علامہ مرحوم کی نظر میں اقوام شرق بالخصوص مسلمانوں کی زرین ماضی تھی جب علوم وفنون اقوام شرق میں تھی اور اقوام غرب تاریکیوں میں ڈبکیاں لے رہے تھے اور بعد میں یہ سب کچھ اقوام غرب اپنا چکے اور اقوام شرق اس سے غافل اور لاتعلق ہوگئے اور یوں غرب علوم وفنون ،سائنس وٹیکنالوجی ، معیشت وسیاست سب کے حوالے سے شرق پر مسلط ہوگیا اور شرق ان کا غلام بن گیا ،یوں اقوام شرق کی تہذیب وثقافت ،ان کی زبان اور ان کے رسوم ورواجات وغیرہ بیک گراوئڈ پر چلے گئے اور مغربی تہذیب وثقافت ،زبان ورسوم ان میں سرایت تو کیا کر گئے اس نے اولیت اختیار کی اور آج تو حالت یہ ہے کہ ہم سارے معاملات حتی کہ اپنے مذہب وعقیدہ کے حوالے سے بھی ان کے رحم وکرم پر ہیں اپنے مذہب کی بھیک بھی ان سے مانگتے ہیں۔

انہوں نے ایک ایسا جاک اور جال بنا ہے کہ ہم اس میں پھنس گئے ہیں۔انہوں نے ہمارے پر نہیں کاٹے ہمیں جال میں پھنسایا تا کہ ہم پھڑ پھڑاتے رہیں اور وقتاً فوقتاً اگر ان کو ہمارے اڑنے کی ضرورت ہو تو وہ پھڑ پھڑاتے پر بروئے کار لاکر ہم ان کے لئے اڑتے رہیں۔مدتوں تو ہمیں انہوں نے جسمانی غلام بنائے رکھا اور ایک وسیع دنیا کو غلام رکھا جن میں ایشیا،افریقہ اور لاطینی امریکہ شامل ہے بلکہ آج کا جو مشہور امریکہ ہے شمالی امریکہ،یہ بھی یورپ کی کالونی رہی،اب کے ایک مدت سے یورپ ان کے پیچھے لگا ہے،صرف ہندوستان جہاں پر اولا ایسٹ انڈیا کمپنی مسلط تھی ۱۸۵۸۔۱۷۶۵ء اور بعد ازاں برطانوی حکومت مسلط رہی۔۱۷۶۵ء میں جنگ پلاسی ہوئی۔اس کے بعد کمپنی نے مالیہ اور محصولات کے نظام کی مدد سے تجارت پر قبضہ کیا،۱۸۵۸ء میں برطانوی حکومت کی عملداری آئی ،یہ صحیح ہے کہ انہوں نے یہاں سڑکیں، پل ریلوے لائن وغیرہ بنوائے لیکن یہ سب کچھ انہوں نے اس لئے کیا کہ اس سے فائدہ لیں۔

کولمبیا یونیورسٹی کے ایک سکالر نے اپنے تحقیقی مقالہ میں لکھا کہ ۱۹۳۸ء۔۱۷۶۵ء کے درمیان

ہندوستان سے صرف ٹیکس کی مد میں ۴۵ کھرب ڈالر کمائے گئے یہ رقم اس زمانے کی ہے جب شاید ایک تولہ سونا دو چار ڈالر کا ہوا کرتا تھا۔اب وہ تو چلے گئے برصغیر آزاد ہوگیا اور ہندوستان اور پاکستان بن گیا اور مسئلہ پھر وہی کہ پاکستان میں بالخصوص پہلے صف میں وہ لوگ آگئے جن کو وہ چاہتے تھے کہ آگے آئیں اور آج تک وہی لوگ نسل درنسل مسلط چلے آرہے ہیں ۔ان میں سے اکثر ان کے وفادار رہے تھے بالفاظ دیگر نوکر چاکر رہے تھے اور ان نوکر چاکر لوگوں کو جب سرداری ملی تو پھر انکی اصلیت ظاہر ہونے لگی ۔انہوں نے اس ملک وقوم کو بھرپور انداز سے لوٹا اور لوٹ رہے ہیں ۔بعد میں انکی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کچھ نئے لوگ بھی اس کلاس میں شامل ہوئے ۔اب ان کی ہاتھوں کی صفائی اتنی ہے اور یہ اتنے چالاک ہیں کہ ہیں تو ڈاکو اور لٹیرے اور سمجھے جاتے ہیں لیڈرز اور رہبر،نہیں ہے جادو کہ انسان سے انڈا نکالے؟

یہ بالکل اس طرح ہے کہ سارا ریکارڈ غائب ہوا۔مقدمہ بن گیا اور پوچھا گیا کہ دفتر چہ شد ریکارڈ کہاں گیا؟ جواب ملا دفتر را گاؤ خورد ریکارڈ گائے کھا گئی، و گاؤ را قصاب بردا ور گائے قصاب لے گیا، وقصاب مردہ اور قصاب مرگیا اور حکم جاری ہوا کہ The case is dismissed یہ کھیل ستر سال سے جاری ہے اور کوئی انیس بیس کا فرق ہوتا ہے وگرنہ مارشل لا اور جس قسم کی جمہوریت پاکستان میں ہے سب میں یہی کچھ ہورہا ہے اور مقولہ ہے کہ الناس علی دین ملوکھم کہ عامۃ الناس کے معاملات اپنے بادشاہوں جیسے ہوتے ہیں یعنی حکومتوں میں جو چل رہا ہوتا ہے اس کا اثر سارے لوگوں اور سارے اداروں پر پڑتا رہتا ہے اور سارے ایک رنگ میں رنگے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس میں مذہبی لوگ چاہے مولوی ہوں، چاہے پیر ہوں، ملوث ہوجاتے ہیں کیونکہ خواہشات بالخصوص حب جاہ اور حب مال تو انسانوں کی کمزوریاں ہیں اور سب میں موجود ہوتی ہیں۔

اس کیلئے ماحول چاہئے ہوتا ہے اور یہ ماحول حکومتیں پیدا کرتی ہیں جو انہوں نے پیدا کردیا ہے جیسا کہ مچھلی کی فطرت ہے تیرنا بس اس کو پانی فراہم کرنا ہوتا ہے پھر تو اس کی فطرت ابھر آتی ہے تو ہر ایک کی فطرت ابھر آئی ہے الا آنکہ خدا جسے بچائے۔

طریق کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزؔ
جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو

اور ایسے میں پھر عقلی منہج پر بات کو درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس کا پراسیس ذرا طویل ہوتا ہے اور جب فکر مادی بنے تو مادہ کے حصول کے لئے سرعت والا راستہ اپنایا جاتا ہے اس

لئے ہم جذباتی عمل اور جذباتی ردعمل میں بہت تیز واقع ہوئے ہیں جس کا انجام سوائے تباہی کے اور کچھ بھی نہیں، چین چرس و بھنگ کا رسیا ملک اور رسیا قوم تھی البتہ انہوں نے مادی دنیا میں عقلی منہج کو اپنایا، آج دنیا کی مارکیٹ پر ان کا قبضہ ہے، ہم جو نا سمجھ ٹھہرے اور نا سمجھ توہمات کی دنیا میں رہتے ہیں تو اب کے جو چین منصوبہ شروع کر چکا ہے اور جس کے خلاف مغرب اور انڈیا ایک ہو چکے ہیں اور آئے دن اس کو سبوتاژ کرنے کی تگ ودو میں ہیں تو ہمارے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کیا چین ایک نئی ایسٹ انڈیا کمپنی نہیں بن رہی؟ کہ ہمارے سب کچھ کو ملیامیٹ کرے گی اور ان کے مصنوعات حتی کہ ان کے مزروعات وحاصلات چھا جائیں گے۔

تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے کیسے قبضہ کیا اور کیوں قبضہ کیا؟ اس لئے کہ اورنگزیب عالمگیر کے بعد

(۱) سیاسی استحکام نہیں رہا۔

(۲) بادشاہ اور اس کے کارندے تعیشات کے رسیا ہو گئے۔

(۳) ٹیکسوں کی بھرمار ہوئی کہ تعیشات کے لئے پیسے چاہئے تھے۔

(۴) صنعت کا بیڑا غرق ہونے لگا۔

(۵) دیسی مصنوعات کا معیار دن بدن گرتا گیا۔

(۶) چور بازاری، دھوکہ اور فریب دہی تجارت میں اساسی عنصر بن گیا۔

(۷) زراعت پیشہ لوگ فصلات کا صحیح معاوضہ نہ ملنے کی وجہ سے زراعت سے اکتانے لگے۔

(۸) اداروں نے کرپشن کا بازار گرم کیا۔

ملکی عمارت میں اتنی ساری شگافیں اور دراڑیں آنے کے بعد تو عمارت نے کسی کی جھولی میں گرنا ہی تھا سو وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی جھولی میں اور بالعاقبت حکومت برطانیہ کی جھولی میں گرا تو اب الزام کس پر دھرا جائے؟

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

معیشت اور سیاست میں دوستی نہیں ہوتی۔ مقاصد اور مفادات ہوتے ہیں اور آج جبکہ دنیا میں منڈی کی معیشت کا دور دورہ ہے حتی کہ روس اور چین نے سوشلسٹ ہونے کے باوجود اسے گلے

لگالیا ہے اور چین نے تو شاید اسکے مؤسسین سے بھی زیادہ، تبھی تو وہ چھا رہے ہیں، منڈی کی معیشت مسابقت پر مبنی ہے، اب دنیا گلوبل ویلج ہے اور ممالک ایک دوسرے سے کٹ کر نہیں رہ سکتے، ٹیکنالوجی نے تو ان کو اور بھی قریب کردیا ہے میدان ایک ہو تو وہاں پر مقابلہ بھی ہوتا ہے، حسد بھی، مسابقت کی دوڑ بھی اور یوں وہ سارے حیلے حوالے جو اس کے لئے ضروری ہوتے ہیں جو تمہارے اپنے حوالے سے تو حیلہ اور سٹرٹیجی ہوتی ہے لیکن دوسرے کے حوالے سے اسے سازش کہا جاسکتا ہے کیونکہ ہر ایک نے اس کھیل میں دوسرے سے آگے نکلنا ہے اور کھیل میں تو جل دیئے جاتے ہیں ورنہ ایک جیتے گا کیسے اور دوسرا ہارے گا کیسے؟ اس کیلئے یہی سوچنا ہوتا ہے کہ کس وقت کیا کرنا ہے، معیشت کے اس کھیل میں جو زیادہ تر صنعت اور مصنوعات پر چلتا ہے اس میں یہ سوچنا ہوتا ہے کہ

۱) کیا کیا بنانا ہے؟ یعنی کس چیز کی مارکیٹ ہے؟ وگرنہ مری میں تو ائرکنڈیشنرز کا کاروبار اور وہ بھی دسمبر جنوری میں اور سبی جیکب آباد میں ہیٹرز کا کاروبار اور وہ بھی جون جولائی میں، تو کیا مارکیٹ ہوگی۔

۲) کتنا بنانا ہے؟ معیشت کا ایک اساسی اصل اور قاعدہ ہے ڈیمانڈ=سپلائی زیادہ ہو اور ڈیمانڈ کم ہو تو گرمی کے سیزن میں پشتونخوا کے میدانی علاقوں میں ٹماٹر گندگی کے ڈھیروں اور نالیوں میں پھینکے جاتے ہیں کہ سپلائی ڈیمانڈ سے زیادہ ہے اور ڈیمانڈ اگر زیادہ ہو تو وہاں پر پھر مہنگائی بھی ہوگی اور چیزیں بھی نہیں ملیں گی کہ زیادہ نفع کمانے کے لئے ذخیرہ اندوزی بھی ہوگی۔

۳) کیسا بنانا ہے؟ اس میں کوالٹی کو بھی دیکھا جاتا ہے، صورت یعنی Shape کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوالٹی اچھی اور پائیدار ہو اور شکل نظروں کو بھی بھاتا ہو۔

۴) کس کے لئے بنانا ہے؟ اس میں متعلقہ مارکیٹ کے باسیوں کے معاشی حالت اور قوت خرید کو دیکھا جاتا ہے کیونکہ خسارے پر بنانے کے لئے تو چیز نہیں بنائی جاتی اور ان لوگوں کی قوت خرید نہ ہو تو فروخت نہیں ہوگی تو نفع کیسے ہوگا بلکہ اصل سرمایہ سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا، چین ایک ہی چیز بناتا ہے لیکن مختلف کوالٹیز میں، امریکہ کے لئے وہ درجہ اول کی چیز بناتا ہے، یورپین ممالک کیلئے دوسرے درجے کی، مشرق وسطی کے تیل والے ممالک کے لئے تیسرے درجے کی اور پسماندہ ممالک کے لئے چوتھے درجے کی چیز بناتا ہے، شکل میں سارے ایک جیسے لگتے ہیں لیکن کوالٹی میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں کہ ان مختلف

خطوں کے لوگوں کی معاشی حالت اور قوت خرید کے درجات مختلف ہیں۔

مسابقت کے اس دوڑ میں کسی کے رونے دھونے سے تو کچھ نہیں ہوتا اسے مقابلہ کرنا ہوتا ہے ، اگر کوئی ملک داخلی طور پر کسی دوسرے ملک سے آنے والی چیز سے بہتر معیار کی چیز ان کی قیمت سے کمتر پر فراہم کریں تو زرمبادلہ کی بچت ہوگی اور معیشت بھی مستحکم ہوگی ،وگرنہ جو کچھ بھی کمایا جائے گا وہ درآمدات پر صرف ہوگا اور غربت میں بھی دن بدن اضافہ ہوگا اور غریبوں میں بھی اضافہ ہوگا۔اب ملک کے اندر سب سے بڑا مشغلہ تو آبادی بڑھنے کا ہے،آبادی بڑھے گی تو زیادہ زمینوں پر پکی پکی آبادیاں بڑھیں گی، زراعت میں کمی ہوگی، پکانے کے لئے ایندھن کی ضرورت ہوگی، تعمیرات کیلئے بھی اور ایندھن کے لئے بھی جنگلات کاٹے جائیں گے،آبادی بڑھے گی تو زیادہ فضلہ بھی نکلے گا ،آلودگی بھی بڑھے گی،صنعتیں اور کارخانے گاڑیاں اور جہاز وغیرہ آلودگی میں اضافہ کر دیں گے،موسمیاتی تبدیلی ہوگی گلیشیر پگھلتے جائیں گے،سیلاب آتے رہیں گے،گرمی کی وجہ سے عمل تبخیر میں اضافہ ہوگا ،سو بارشوں میں اضافہ ہوگا،بارشوں میں اضافہ ہوگا آلودگی اور گندگی کے ڈھیر ہونگے مختلف قسم کے جراثیم اور وائرس پیدا ہونگے جس سے بیماریاں پھیلتی جائیں گی،جس کے لئے زیادہ ہسپتالوں کی ضرورت ہوگی۔یوں بہت سارے وسائل اس پر خرچ کرنے ہونگے۔

یہ سب کچھ دھرتی ماں کا فطری اور سائنسی ردعمل ہوگا کہ فطرت ہے اور فطرت کو شکست تسلیم نہیں، وہ انتقام لیتا ہے کہ اس کا قریبی تخلیقی تعلق قادر مطلق خدا سے ہے۔سو وہ قدرت ہے اور قدرت کا معنی ہے شکست نہ کھانا، ورنہ قدرت کیسے؟اب یہ تصور کسی حد تک ہر انسان کی فطرت میں تو موجود ہے ،یہی وجہ ہے کہ عام اور بے بس بندہ تو ہر آفت کو قدرت کی مرضی قرار دے کر اپنے کو مطمئن کردیتا ہے اور اس پر صبر کرلیتا ہے جبکہ ذمہ داریوں سے آنکھیں چرانے والے اہل اقتدار ،حکومت اور انتظامیہ بھی اس کور کا سہارا لے لیتے ہیں اور یوں مصیبت زدوں کو سلیپنگ پل دے کر سلا دیتے ہیں کہ قدرت کو ایسا منظور تھا حالانکہ اس کی اپنی جماعت اگر الیکشن میں شکست کھاجاتی ہے تو اسے قدرت کی مرضی نہیں قرار دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ دھاندلی ہوئی ،انجینئرڈ الیکشن تھے ،فرشتوں نے ووٹ دالے ،غیبی طاقتوں نے جتوایا وغیرہ وغیرہ۔میرے بھائی !قدرت سے کس کافر کو انکار ہے لیکن قدرت کی تو تقدیر ہوتی ہے اور ہم تدبیر پہ مکلف ہیں تقدیر پر تو ہمارا عقیدہ ہے سو ہم نے تدبیر کیا کی تھی یا کی ہے؟ مسائل ہوتے ہیں ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن اس کے لئے موجود اور ممکن وسائل کے اساس پر تدبیر کی جاتی ہے تو اصل مسئلہ تدبیر،منصوبہ بندی اور ترجیحات کا ہے ہم بس فلسفے

بگھارتے رہتے ہیں عمل کے لئے کوئی تیار نہیں اور نہ کوئی اپنی اپنی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار ہے۔ بھائی! بارشیں ہوئیں تو اس کے لئے جاپان سے سیکھنا چاہئے ایک چھوٹا سا ملک ہے انہوں نے رین واٹر ہارویسٹنگ پلاننگ بنایا کہ اس کو پختہ فصیل سمجھ کر کاٹا جائے اور استعمال میں لایا جائے۔ ہر مکان اور بلڈنگ کے ساتھ انہوں نے زیر زمین یا زمین کے اوپر واٹر ٹینک لازمی کردیا ہے تاکہ بارش کا پانی خصوصا چھتوں والا پانی پائپ کے ذریعے اس میں ڈالا جائے اور اس پانی کو پھر باتھ رومز کے فلش سسٹم یا اریگیشن کیلئے استعمال کیا جائے اور ضرورت پڑے تو فلٹر کر کے پینے اور نہانے اور کپڑے دھونے کے لئے بھی استعمال کیا جائے یعنی عام پانی کی طرح۔

دنیوی امور مادی، طبیعی اور عقلی ہیں لہٰذا ان میں عقل کا استعمال لازمی ہے لیکن فطرت کے مسلمہ اصول وقوانین کی پامالی کی وجہ سے ہمارے مزاج میں صرف فساد اور شرانگیزی پروان چڑھتے جارہے ہیں ایسے میں تو ہر سال اور ہر روز مسائل بڑھتے اور گھمبیر ہوتے جائیں گے تو آج ہی اٹھیں اور عزم کریں کہ بظاہر جو برے حالات ہیں اسے ہم خیر کے لئے استعمال کرسکتے ہیں، سی پیک ہے تو خیر لیکن چلو شر بھی ہو تو آپ سوچیں کہ اسے خیر کے لئے کیسے استعمال کرسکتے ہو؟ بجائے فلسفے بگھارنے کے اور سانپ گزرنے کے بعد لکیر پیٹنے کے اٹھو کچھ کام کرو صرف بلوں میں بیٹھ کر ٹیلی فون پر رطب یابس دیکھنے اور لکھنے سے تو صرف شر نکل آئے گا، اب تو شہد کی مکھیاں جو زندگی کیلئے اساسی چیزوں میں سے ہے کہ ان کے ذریعے پولی نیشن ہوتی ہے وہ خطرے میں ہیں زہریلے سپرے، فضائی آلودگی تو ان کے لئے ایک عذاب ہے اور ٹیکنالوجی بالخصوص کمپیوٹر اور ٹیلی فون کے سگنلز جو پورے فضا میں ہر وقت اربوں کی تعداد میں دوڑتے رہتے ہیں وہ ان کیلئے دہرا عذاب ہے کہ یہ ان کو کنفیوز کرتی ہیں اور وہ واپس چھتوں پر نہیں پہنچ پاتیں کہیں بھٹک کر ہلاک ہوجاتی ہیں اور سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ انسان کے ساتھ وجود میں آئیں تو ممکن ہے ان کا فناء انسانوں کے فناء کا بھی ذریعہ بنے گا۔

......اطلاع ......

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تمام منگوانے کیلئے مفتی محمد فہد حقانی سے رابطہ فرمائیں

آپ کتب آن لائن بھی منگوا سکتے ہیں: 0315 9898998

جناب سید خالد جامعی
محقق،نقادوادیب کراچی

نصابی کتابوں میں انسانی حقوق کے منشور کی تعلیم :تباہ کن اثرات

مغرب سے اصل جنگ آزادی کے عقیدے کی جنگ ہے،آزادی کے عقیدے کا انکار کیے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا،توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل سبب آزادی کا عقیدہ ہے،اس کے خلاف جنگ ہونی چاہیے،اسلامی تحریکوں،مذہبی جماعتوں بلکہ پورے عالمِ اسلام کو منشور انسانی حقوق کے عقید آزادی کا انکار کردینا چاہیے کہ تمام فتنے اسی سے پیدا ہورہے ہیں،پاکستان میں سے اب تک توہین رسالت کے پانچ ہزار مقدمات کا اندراج آزادی کے عقیدے کا نتیجہ ہے،یہ عقیدہ ہمیں اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے لیکن اس کی تنقید نہیں پڑھائی جاتی،ساتویں جماعت کے نصاب میں بچوں کو ہیومن رائٹس پڑھائے جارہے ہیں، Peak Publishing کمپنی کی کتاب Social Studeis For Today (Vol2) کو پڑھیے! یہ کتاب پاکستان کے کئی اسلامی اسکولوں میں پڑھائی جارہی ہے،اس کا آٹھواں باب ہے Our Rights and Responsibilities ہمارے حقوق وفرائض،اس میں ذیلی سرخی ہے What are Human rights انسانی حقوق کیا ہیں؟اس سرخی کے بعد بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو مکمل آزادی اظہار رائے کا حق حاصل ہے، ہر شخص کو مذہب بدلنے کی آزادی ہے، ہر شخص کو ہر جگہ جانے کی آزادی ہے، ہر شخص کو کسی کے ساتھ بھی باہمی رضامندی سے تعلق (association) رکھنے کی آزادی ہے، ہر شخص کو تنقید کی مکمل آزادی ہے آزادی کے یہ اسباق پڑھنے کے بعد اگر نوجوان سیکولر،لبرل ہورہے ہیں تو کیا غلط ہے؟ نوجوان پوچھ رہے ہیں کہ مکہ،مدینہ میں غیر مسلم کیوں نہیں جاسکتے؟ ہندو اور قادیانی سے شادی کیوں نہیں ہوسکتی؟ دین پر تنقید، اعتراض کی آزادی کیوں نہیں ہے؟ اسکولوں میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان پڑھانے والے اساتذہ کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب ہی نہیں ہے،حالانکہ ایک سادہ جواب یہ بھی ہے کہ کیا اس منشورِ حقوق انسانی پر تنقید کرنے کی،اسے مسترد کرنے کی،اس کے خلاف بغاوت کرنے کی آزادی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مگر اسلامی اسکولوں میں یہ بھی نہیں بتایا جارہا۔

علما، انسانی حقوق کے منشور کی حقیقت سے نا آشنا

نوجوان نسل کو اسکولوں میں کیا پڑھایا جا رہا ہے؟ علمائے کرام اس سے واقف ہی نہیں، اگر واقف ہیں تو ان سوالات و مسائل سے واقف نہیں اور اگر ان سوالات سے واقف ہیں تو ان کے جوابات سے ناواقف ہیں، کسی دینی مکتب فکر کی جانب سے منشور انسانی حقوق کی کی تکفیر، تردید، تنقید ہمارے علم میں نہیں۔ ہماری درخواست دینی جماعتوں، اسلامی اسکولوں سے یہ ہے کہ اسکول، کالج، مدرسے، یونیورسٹی میں اگر منشور انسانی حقوق کے اسباق پڑھائے جا رہے ہیں تو آپ اس کی تنقید بھی پڑھا دیں لیکن ہم تو اس منشور پر ایمان لا چکے ہیں اور بعض علمائے کرام اسے اسلام اور خطبہ حجۃ الوداع سے ثابت کر رہے ہیں ہیومن رائٹس جب اسکولوں کے نصاب میں شامل کرلیا گیا اور بچوں کو پڑھادیا گیا اور اس منشور انسانی حقوق کے کفر سے بچوں کو آگاہ بھی نہیں کیا گیا تو جو بچے مطلق آزادی کے اصول کو پڑھ کر عملی زندگی میں آئیں گے اور تمام انسان اس منشور کی روشنی میں برابر ہوں گے تو وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے برابر، اپنے جیسا سمجھیں گے یا اپنے سے برتر؟ جب وہ پڑھیں گے کہ ہر شخص کو اپنے ہر قسم کے خیالات، افکار، جذبات پیش کرنے، پھیلانے کی اور کسی پر بھی تنقید کرنے کی آزادی ہے اور ہر شخص جب چاہے، جو چاہے مذہب اختیار کرنا چاہے، اختیار کرسکتا ہے اور اختیار کردہ مذہب میں جو چاہے ترمیم کرسکتا ہے، جس سے مرضی چاہے شادی کر لے، خواہ اس کا مذہب، نسل کوئی بھی ہو، تو ہماری نئی نسل کیا کرے گی؟ اس کے کفر کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ ممکن ہے کہ کوئی شخص ہر کسی کو کافر بناتا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص کفر کو کفر ہی نہ کہے، یعنی تکفیر میں غلو بھی ممکن ہے اور تساہل بھی، مگر یہاں تو حال یہ ہے کہ منشور حقوق انسان کی تکفیر تو دور کی بات ہے، اس پر نہ کوئی تنقید ہو رہی ہے نہ تکفیر ہو رہی ہے، اسے پورے عالم اسلام میں نہایت عزت سے دیکھا جا رہا ہے اور اس کی احمقانہ مذہبی توجیہات پیش کی جا رہی ہیں، عالم عرب اور ہندوستان اس کام میں سب سے آگے ہیں۔

اے لیول، او لیول کے طلبا کے سوالات

مسئلہ صرف انسانی حقوق کے منشور کی تعلیم پر ختم نہیں ہو جاتا، اے لیول، او لیول اسکولوں میں اسلامیات کے نصاب میں ایسی کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں، جن سے پوری اسلامی تاریخ اور اسلامی علمیت پر سوالات، شبہات پیدا ہو رہے ہیں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی concubine (بالجبر رکھیل) تھیں (العیاذ باللہ) لڑکیاں

اسلامیات کے اساتذہ سے سوال پوچھتی ہیں کہ کیا واقعی ایسا تھا؟ لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے، کچھ کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ sex slave تھیں (العیاذ باللہ) طالبات اس پر بھی سوالات پوچھتی ہیں، مگر انہیں کوئی جواب نہیں ملتا، اسلامیات کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت خوبصورت تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے (العیاذ باللہ) فیلڈ مارشل ایوب خان نے ایک مرتبہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کو بلا کر یہی سوال کیا تھا کہ ایک انگریزی کتاب میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو concubine کیوں لکھا ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب لے کر آؤ! قریشی صاحب نے مولانا حسن مثنی ندوی اور مولانا عبدالقدوس ہاشمی کو طلب کیا اور بتایا کہ ایوب خان سخت ناراض ہیں، اس کا جواب مانگا ہے، دونوں حضرات دن رات تحقیق کرتے ہے اور آخر میں ایک مقالہ حسن مثنی ندوی نے تیار کیا جس میں ثابت کیا گیا تھا کہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ تھیں، یہ واقعہ خود حسن مثنی نے ہمیں سنایا، افسوس ہے کہ اکیسویں صدی میں ہم ایسے جاہلانہ سوالات کا جواب بھی نہیں دے سکتے! غلط سلط تحقیقات پیش کر کے غلام احمد پرویز کی طرح لوگوں کو مطمئن کر دیتے ہیں۔

مطالعہ پاکستان میں کیا پڑھایا جارہا ہے؟

مطالعہ پاکستان میں مسلمان بادشاہوں کے واقعات کی ایسی تصویر کشی کی گئی ہے کہ طلبہ بادشاہوں اور بادشاہت سے نفرت کرنے لگتے ہیں، لیکن ان کتابوں میں جمہوریت کی خونی تاریخ پر ایک لفظ نہیں لکھا جاتا مثلاً شاہ جہاں کے بارے میں اورنگ زیب کے طرز عمل کو کتاب میں اس طرح لکھا گیا ہے جیسے اورنگ زیب ایک بہت ظالم حکمران تھا، جس نے اپنے بھائی کو جان بوجھ کر اقتدار کیلئے قتل کر دیا تھا، میدان جنگ کے واقعات کو غلط تناظر دے کر یہ بتایا گیا ہے کہ اورنگ زیب نے باپ کو پینے کا پانی بھی نہیں دیا اور جب باپ نے دہائی دی تو اس نے مختصر جواب میں کہا It is your own fault یہ آپ کی اپنی غلطی ہے کتاب میں تمام تاریخی حقائق کو نظر انداز کر کے صرف یہ لکھا ہے کہ بیگناہ شاہ جہاں جو اورنگ زیب کا باپ تھا، آگرہ کے قلعہ میں نظر بند تھا اور پھر بتایا گیا کہ وہ اپنے اپارٹمنٹ سے حسرت کیساتھ تاج محل کو دیکھتا تھا His eyes fixed on Taj Mahal which he could see from his apartment اس کی آنکھیں تاج محل پر جمی رہتی تھیں، جسے وہ اپنے اپارٹمنٹ سے دیکھ سکتا تھا، پہلے قلعہ کا ذکر ہوا، پھر قلعے کو مصنف نے ایک ہی لمحے میں apartment میں تبدیل کر دیا، اسکے بعد کتاب میں ایک تصویر دے دی، ایک جھروکا ہے، جس سے تاج محل نظر آ رہا ہے، اس تصویر کو غم انگیز اور درد انگیز بنانے کیلئے عبارت لکھی گئی:

شاہ جہاں کے قید خانے The view from Shah Jehans prison looking towards Taj Mahal(سے تاج محل کا منظر دارا شکوہ کے عقائد، سازش، جنگ، اورنگ زیب کو قتل کرنے کی کوشش، اس تمام پس منظر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، کتاب میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ شاہ جہاں کو ممتاز محل سے بہت محبت تھی، لہذا شاہ جہاں کو خاص طور پر تاج محل کے قریب رکھا گیا تھا، مگر تحریر اور تصویر اورنگ زیب کے رویے کو ظالم بتا رہی ہے۔

تاریخ کیسے پڑھائی جائے؟

تاریخی واقعات کس طرح سمجھائے جائیں؟ یہ خود ایک نہایت اہم موضوع ہے، جس پر غور و فکر ضروری ہے، ہماری کتابوں میں بچوں کو یہ کچھ پڑھایا جا رہا ہے اور اس کا جواب ہمارے اساتذہ کے پاس نہیں ہے، نہ نصابی، تحقیقی، تعلیمی ادارے اس موضوع پر کام کر رہے ہیں، بچے جب تاریخ، مطالعہ پاکستان، اسلامیات پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں بے شمار سوالات، شبہات اور اشکالات متن میں چھپی ہوئی بارودی سرنگوں کے ذریعے پیدا کر دیے جاتے ہیں کہ استاد بھی ان سے لاعلم ہوتا ہے اس پر بھی غور و فکر ضروری ہے کہ بچوں کو اسلامیات، تاریخ، تاریخ پاکستان اور تاریخ اسلام کیسے پڑھائی جائے؟ اساتذہ، دینی اسکولوں اور نصابی تحقیقاتی اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے تمام سوالات کا ایک Data Bank (ذخیرہ معلومات) بنائیں اور اہل علم سے رجوع کر کے ان کے جوابات لکھوائیں، آج کا طالب علم جب اپنی تہذیب، علمیت، اسلام اور تاریخ کے بارے میں یہ کچھ پڑھے گا تو وہ لبرل ہوگا یا مسلمان؟ اسے اسلامی تاریخ سے محبت ہوگی یا نفرت؟ وہ اپنے ماضی پر فخر کرے گا یا شرم سے پانی پانی ہوگا؟

منشورِ انسانی حقوق میں بیان کردہ حقوق کیا اللہ کی طرف سے آئے ہیں؟

ساتویں جماعت کی اسکول کی کتاب میں ''منشورِ انسانی حقوق'' کا خالق امریکہ کو بتایا گیا ہے، USA کا اعلانِ آزادی اس منشور کی بنیاد بنا، بچوں کو اس باطل ''منشورِ انسانی حقوق'' کے ماخذ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ حقوق خالق کائنات خدا کی طرف سے آتے ہیں یعنی منشورِ انسانی حقوق کے کفر کا ماخذ (معاذاللہ) اللہ تعالٰی ہے That rights come from the Creator God (p.113) سبق میں لکھا ہے: Where do human rights come from? (p.113) اس سوال کے جواب میں کہ انسانی حقوق کہاں سے آتے ہیں؟ پہلے کتاب بتاتی ہے کہ خدا کے یہاں سے پھر اس کے بعد بتاتی ہے کہ اس سوال کا کوئی مطلق (Absolute) جواب موجود نہیں، بس مختلف نظریات، خیالات اور افکار ہیں There is no definite

answer to this question, only theories. (Doreen Crawford social studies for Today-2. peak publishing London, p.113.Pakistan Edition 2017) حقوقِ انسانی کہاں سے آئے؟ کچھ معلوم نہیں، مختلف نظریات (ideas) ہیں، البتہ امریکی اعلانِ آزادی بتاتا ہے کہ یہ حقوق خدا کے پاس سے آئے ہیں، کتاب میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان قرآن کو انسانی حقوق کا ماخذ ثابت کرتے ہیں ان عبارتوں سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ انسانی حقوق کے منشور کا ماخذ اللہ اور اسلام ہے یہی اس کتاب کا اصل مقصد ہے، یعنی منشور کے ماخذ پر حقوق پر، امریکہ، اسلام اور پوری دنیا، پوری انسانیت متفق ہے اسکول کے نصاب میں منشورِ انسانی حقوق کے بارے میں اتنے تضادات موجود ہیں، لیکن اسکول کے اساتذہ ان تضادات کو بھی واضح نہیں کر سکتے، وہ خود اس منشور سے مرعوب ہیں اور اسے عین اسلامی سمجھتے ہیں

اوباما کی تقریر اور آزادی کا اصل مطلب

کیا اسکولوں میں اوباما کی تقریر پڑھائی جاتی ہے؟ مشال خان کے قتل پر راقم نے مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی خدمت میں صدر اوباما کی اقوامِ متحدہ میں توہین رسالت کے حق میں تقریر کا متن پیش کر پوچھا تھا کہ حضرت! اس کا حکم کیا ہے؟ اس تقریر کی روشنی میں مغرب سے عالمِ اسلام کے تعلقات کی کیا نوعیت ہو گی؟ نئی کتاب السیر مرتب کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اوباما کے اس فتوے پر اسلام کا فتویٰ کیا ہو؟ ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا، حالانکہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ سے لیکر امام شہرستانی رحمہ اللہ تک سب کا اجماع ہے کہ تکفیر حکم شرعی ہے، لیکن ہم اس میں بھی مداہنت برتنے لگے ہیں، صدر اوباما نے اقوام متحدہ میں ترکی کے صدر طیب اردوان، مصر کے محمد مرسیؒ، ایران کے انقلابی صدر احمدی نژاد، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر آصف زرداری کے سامنے اعلان کیا کہ آزادی پوری دنیا کا عقیدہ ہے، سب اس عقیدے کو مانتے ہیں، یہ عالمی، آفاقی عقیدہ ہے، منشورِ انسانی حقوق میں آزادی کے عقیدے کے مطلب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی آزادی بھی شامل ہے اور توہینِ رسالت کے مسئلے کا حل صرف یہ ہے کہ توہینِ رسالت کی اور آزادی دو اور آزادی دو! امریکی صدر کی یہ تقریر تمام انقلابی مسلم حکمرانوں نے سنی، سب خاموش رہے، یہ ہے آزادی کا مطلب، کیا منشورِ انسانی حقوق میں آزادی کا یہ مطلب اسلامی اسکولوں میں نہیں پڑھایا جا رہا؟

انسانی حقوق بنانے اور مسلط کرنے والی قوموں نے دنیا پر کتنے مظالم کئے اور کیوں کئے؟

ساتویں جماعت میں ان کافرانہ عقیدوں کو پڑھنے اور ان کو ایک عالمگیر سچائی تسلیم کرنے

کے بعد کیا بچے کا دین، ایمان، عقیدہ، اسلام رہ سکتا ہے؟ علماء اور مذہبی جماعتیں ان مباحث سے بالکل لاتعلق ہیں ایک جانب مغرب کو انسانی حقوق کا علمبردار ثابت کیا جا رہا ہے، کیونکہ ساتویں جماعت کی اس کتاب میں انسانی حقوق کے منشور کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ اس منشور نے انسانوں کوظلم و استیصال سے بچایا ہے مگر کتاب میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس منشور کی بنانے والی قوموں نے اور دنیا بھر پر اس کو مسلط کرنے والوں نے دنیا پر کتنے مظالم کئے ہیں اور کیوں کیے ہیں؟ انسانی حقوق کے نام پر اربوں لوگوں کا قتلِ عام کیا گیا ہے، مغرب کی لبرل اقوام نے دنیا کیساتھ کیا کیا؟ لبرل ازم اصلاً دہشتگردی ہے، دہشت گردی کیلئے کسی عقلی دلیل کی ضرورت نہیں، وہ تو taken for granted ہے، اسی اصول کے تحت امریکہ اور تمام مغربی استعماری قوموں نے گزشتہ پانچ سو سالوں میں دنیا میں تاریخ انسانی کی سب سے بدترین دہشت گردی کی ہے حیرت ہے کہ یونیورسٹی میں پڑھنے والوں کو بلکہ اسلامی تحریکوں کو بھی لبرل ازم کا یہ چہرہ نہیں معلوم۔

وہ شخص پاگل ہے، جو کام نہ کرے اور پیسے نہ کمائے

لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی جان رالز کہتا ہے عورتوں کو عورتوں والے کام کرنے سے روکنے کا طریقہ جبر و تشدد اور ظلم نہیں، اسے بس مرد جیسا بنا دو، یہ کام، تعلیم، ترقی اور نوکری کرے گی، تو خود ہی عورت والے کام ختم کر دے گی، اس سے معاشی ترقی ہو گی، یہ عورت خود بچہ پیدا نہیں کرے گی وہ لبرل ازم جس کا منشورِ حقوقِ انسانی آزادی، مساوات، ترقی کے عقیدوں میں مبتلا کر کے عورت کو بچہ پیدا نہ کرنے پر اکسا رہا ہے، مجبور کر رہا ہے، اس پر اسلامی اسکولوں میں کوئی تنقید نہیں ہو رہی، جان رالز نے اپنی کتاب میں اس صورت حال کا بہترین تجزیہ کیا ہے کہ عورت کو بچے پیدا کرنے سے کیسے روکو، اسے مرد جیسا بنا دو جدید تعلیم، جدید ریاست، آزادی، مساوات، ترقی کے ذریعے رالز کے لبرل ازم کو مسلط کر رہی ہے۔

پوری دنیا میں یہی ہو رہا ہے، عورت تعلیم حاصل کرتی ہے، نوکری کرتی ہے، گھر سے نکلتی ہے اور بچے پیدا کرنا نہیں چاہتی کہ آزادی اور ترقی متاثر ہوتی ہے اسے تعلیم اور نوکری پر کون مجبور کر رہا ہے؟ لبرل معاشرے، لبرل ریاست اور منشورِ حقوقِ انسانی کے تحت لوگوں کو عبد (اللہ کا نیک بندہ) بنانے کی بجائے ہیومن (نفس کا پجاری انسان) بننے پر مجبور کرنے کا جبری طریقہ تعلیم اور نوکری ہے، اسی لئے اس صدی کا سب سے بڑا فلسفی فوکالٹ لکھتی ہے کہ کام کا نہ ہونا پاگل پن (madness) ہے اور مغرب میں کام (work) کا مطلب وہ عمل ہے، جس سے آمدنی، سرمایہ، capital پیدا ہو کیونکہ جان رالز نے لکھا ہے کہ وہ شخص اپنی

نظروں میں خودعزت کے قابل نہیں ہے، اگراسے چار بنیادی خیر حاصل نہ ہوں آمدنی (income)دولت (wealth)قوت (power)اقتدار (authority)اگرعورت گھریلو ہے، گھر کے کام کرتی ہے تو اسے ورکر (worker) تسلیم نہیں کیا جاتا، یہ پاگل ہے جو سرمایہ نہیں کماتی، اسی لئے ایسی عورت کو ورکنگ وومن (working weman) نہیں کہلاتی، کیا اسلامی جماعتیں، ان کے مفکرین، تعلیمی ادارے، ان consultanst، آفاق، CEF ERDC، سب دیگر کاموں میں مصروف رہیں گے یا ان مسائل پر بھی کچھ لکھیں گے؟

اسلامی تحقیقی، علمی نصابی کام کرنے والے اداروں کو جدید ذہن میں پیدا ہونے والے شبہات، سوالات کی فہرست تیار کر کے اہل علم سے ان کے جوابات لکھوائے جا سکتے ہیں، خصوصا منشور انسانی حقوق کی سادہ، سہل، عام فہم تنقید پر مشتمل کتابچے، guidesاساتذہ کیلئے تیار کر کے ان کی باقاعدہ تربیت کرنی چاہیے، یہ فکری کام انتہائی اہمیت کا حامل ہے منشور حقوق انسانی میں جس انسان کو حقوق (rights)دیے گئے ہیں، اس انسان کی تعریف پہلے کانٹ نے اپنے مضمون What is enlightenment میں پیش کردی ہے حقوق انسانی صرف اس انسان کیلئے ہیں جو مذہب حقوق انسانی کو مانتا ہے اور جو اس مذہب کو نہیں مانتا، اس کے کوئی حقوق نہیں ہیں، کانٹ جدید، روشن خیال انسان اسے سمجھتا ہے جواللہ، کتاب، وحی، عالم دین سے علم حاصل کرنے کا محتاج نہیں، جوعلم میں خود کفیل ہے، جو ہدایت، روشنی کیلئے اپنے سے باہر نہیں، اپنے اندر دیکھتا ہے

لہٰذا کانٹ نے صرف عقلیت اور تجربیت کے حاصل کوعلم قرار دیا اور میٹا فزکس کے علم کو جہالت قرار دیا، عہدِ حاضر کی جدید تدریسات اسی لئے صرف تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ انسان پیدا کرتی ہے، ہدایت یافتہ انسان پیدا نہیں کرتی اسی لئے یہ ہدایت سے محروم انسان یورپ، امریکہ، چین، بھارت میں بوڑھے ماں باپ کو گھر سے باہر نکال کر سڑکوں پر یا اولڈ ہوم میں پھینک رہا ہے چین اور بھارت میں اسی لئے Parents Protection Actبنائے گئے ہیں، یہ جدید تعلیم، ترقی، آزادی کا نتیجہ ہے کانٹ کی طرح فوکالٹ نے بھی جدید انسان پر روشنی ڈالی ہے، وہ بھی پڑھ لیجیے!اس کے خیال میں روشن خیال انسان، حقیقی انسان اورعہدِ روشن خیالی کا مطلب یہ ہے کہ یہ انسان اور اس کا عہد، عہدِ تنقید (Age of the Critique) ہے، یہ ایمان و یقین کا نہیں، اعتراض، تنقید، سوال، شبہ، شک کا دور ہے، جس سے علم بڑھتا ہے۔

مفتی ذاکرحسن نعمانی
استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

(چوتھی قسط)

بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر

سمرقند کے علاقہ ریگستان کے مدارس: سمرقند ایک پرانا تاریخی شہر ہے، یہ شہراپنی تہذیب، ثقافت اور جدت کی وجہ سے ایک وقت میں مشرق کا روم تھا، اسی طرح وسط ایشیا کا بڑا تجارتی مرکز بھی تھا۔ امیر تیمور نے اسے اپنی سلطنت کا دارالخلافہ بنایا تھا، اس میں خوبصورت عمارتیں بھی بنوائیں، ریگستان چوک سمرقند کا ایک خوبصورت علاقہ ہے، نام ریگستان ہے لیکن تاریخی تعمیرات اور چہل پہل کی وجہ سے ایک گلستان ہے۔

مسجد بی بی خانم: ریگستان چوک کے قریب ایک خوبصورت مسجد ہے، بعض روایات کے مطابق یہ مسجد امیر تیمور کی بیوی بیگم خانم نے تعمیر کروائی تھی۔

ریگستان کے مدارس: سمرقند کے تاریخی چوک ریگستان میں مدارس کی تین عالیشان ایسی عمارتیں ہیں جنہیں دیکھ کر آدمی پر رعب طاری ہوجاتا ہے۔ تین طرف ایک جیسی بڑے بڑے مینار والی عمارتیں ہیں۔ ایک طرف خالی ہے، بیچ میں ایک بڑا صحن ہے۔ ان مدارس کی زیارت کے لیے بہت زائرین آتے رہتے ہیں، پتہ نہیں ماضی میں کتنے بڑے بڑے جبال العلم یہاں سے نکلے ہیں۔ داخلہ والے طرف سے دائیں طرف کے مدرسہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چاروں طرف تین منزلہ کمرے تھے۔ مدرسہ کے اندر ایک چوکور وسیع صحن ہے اور ارد گرد کمرے دکانوں کی شکل میں بدل گئے ہیں، جن میں تھوڑی بہت شاپنگ ہوتی ہے۔ مدرسہ کے صحن میں لکڑیوں سے بنا ہوا ایک بڑا اسٹیج تھا اور ارد گرد لکڑیوں کے بینچ تھے۔ اس ترتیب سے مجھے کچھ شک ہوا، وہاں موجود ایک شخص سے میں نے انگریزی مین پوچھا کہ یہ سیٹ اپ کس کیلئے ہے تو اس نے انگریزی میں جواب دیا کہ قومی ڈانس کے لیے۔ جب ہم زیارت کر کے نکلنے لگے تو مدرسہ کے اندر سامنے والی عمارت میں فوجی بینڈ باجہ باجوں کے ایک خاص یونیفارم میں ملبوس چند افراد نے بینڈ باجہ بجانا شروع کردیا۔ ہم تو نکل آئے لیکن یاس وحسرت کے ساتھ، پتہ نہیں ازبکستان کی ریاست کو کیا نظر لگ گئی ہے جہاں ملک وملت کے دینی

اور دنیاوی لحاظ سے بڑے بڑے خدام پیدا ہوئے تھے وہاں تعلیمی سلسلہ کی بجائے بینڈ باجے بج رہے ہیں۔ اگر یہ مدارس صرف بند ہوتے تو پھر بھی کوئی بات ہوتی۔ جب تک مدارس کی تعلیم پھر سے جاری نہ ہو، خانقائیں ازسرنو آباد نہ ہوں، دعوت وتبلیغ کا کام شروع نہ ہو، اسلامی انقلاب اور تبدیلی ناممکن ہے، کیا مدرسہ ڈانس کی جگہ ہے، یہ روس اور روسی نواز کیمونسٹوں کا معاشی انقلاب ہے۔ اس معاشی مساوات کے نعرہ کے تحت علماء اور مدارس اور ان کے نظام کو تہہ وبالا کر دیا۔

ماوراء النہر کے فقہاء کے بارے میں ایک سال قبل رمضان المبارک میں بیت اللہ شریف کے اعتکاف کے دوران مولانا عبدالحی لکھنوی کی کتاب ''الفوائد البہیہ'' کا مطالعہ کیا۔ جس میں میں نے سمرقند، بخارا اور ترمذ کے فقہاء کے تراجم جمع کئے۔ ابوحفص نجم الدین النسفیؒ نے تو ''القند فی ذکر علماء سمرقند'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس لیے ازبکستان یعنی ماوراء النہر (سمرقند، بخارا، ترمذ وغیرہ) کو میں فقہاء کی سرزمین کہتا ہوں، جس طرح شام اور اردن وغیرہ انبیاء کرام کی سرزمین ہے۔ آج اس سرزمین پر وہ کام ہو رہے ہیں جو شیطان کے وہم وگمان میں نہ آتے ہوں گے۔ یہ سب روس کے سرخ خطرناک انقلاب کی وجہ سے ہوا۔ اس انقلاب کے برے اثرات دیکھ کر مجھے اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے پیارے اسلامی ملک پاکستان کے مستقبل کے بارے میں خطرے کی گھنٹی محسوس ہوتی ہے۔ یہ سب خطرے مجھے پاکستان میں موجود تمام غیر اسلامی سیکولر سیاسی پارٹیوں کی وجہ سے محسوس ہو رہے ہیں۔ عوام ان غیر اسلامی پارٹیوں کے دنیاوی ترقی کے نعروں اور منشوروں میں حیاء وغیرت کا جنازہ نکالنے والے اور ملک وملت کے زوال کے لیے خطرناک وبائی جراثیم کو سرے سے محسوس ہی نہیں کرتے۔ ہر ملک میں زوال جب بھی آتا ہے، وہ سیاسی اور حکومتی زوال ہوتا ہے۔ لیکن الحمدللہ پاکستان کی محبت وطن دینی جماعتیں، دین پسند مضبوط اسلامی تنظیمیں، مدارس، خانقائیں اور تبلیغی مراکز ایسے خطرناک وبائی جراثیم کے لیے ایسی جراثیم کش دواء ہے، جوان شاء اللہ عصاء موسیٰ کی طرح ان تمام غیر اسلامی ازموں کو نگل لے گا۔ ان شاء اللہ

ازبکستان کے چند بڑے بڑے فقہاء کا تذکرہ آخری قسط میں کروں گا، البتہ ریگستان کے ان تین مدرسوں کے نام یہ ہیں: (۱) الغ بیگ (۲) طلاکاری مدرسہ (۳) شیرہ درمدرسہ

امام ترمذی کے مزار پر حاضری: ترمذ ازبکستان کے جنوب کی طرف افغانستان کے شہر مزار کے ساتھ دریا آمو (جیحون) کے دائیں کنارے پر ازبکستان کا آخری شہر ہے۔ اس طرف ترمذ اور اُس طرف مزار (افغانستان) کا علاقہ ہراتان بندر ہے۔ دریائے آمو کے اس طرف (ازبکستان) کے علاقہ کو ماوراء

النہر کہتے ہیں۔مزار(ہراتان بندر) کے طرف کو مادون النہر کہتے ہیں۔یہ تقسیم عربوں کی ہے،ماورالنہر کے بڑے بڑے شہر بخارا،سمرقند،ترمذ،خجند،فرغانہ اوراخسیکث وغیرہ ہیں۔ترمذ کو مدینۃ الرجال بھی کہتے ہیں۔اسلئے کہ یہاں بڑے بڑے جبال العلم (رجال) پیدا ہوئے ہیں۔حکیم ترمذیؒ کا تعلق بھی اسی شہر سے ہے،جن کا الگ تذکرہ آئیگا حضرت سعید بن عثمان نے جب بخارا پر حملہ کے بعد ترمذ پر ۸۵ھ میں حملہ کیا۔یہاں بہت زیادہ راہب اور بت خانے تھے،۱۱۸ھ میں ترمذ کے سب لوگ مسلمان ہوگئے تھے

ایک بس میں قائدین (مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ اور مولانا قاری محمد حنیف جالندھری) اوران کے رفقاء تھے،اوردوسری بس میں ہمارے امیر مولانا شبیر احمد (مکہ مسجد کراچی) تھے۔صبح سے عصر تک بائی روڈ سفر کیا، راستے میں چھوٹے چھوٹے دیہات تھے ۔ میرا خیال تھا کہ ازبکستان کی دیہاتی اورشہری عورتوں کے لباس میں فرق ہوگا لیکن میں نے اسکول جاتی ہوئی نابالغ بچیوں کا یونیفارم بس سے دیکھا ،نصف رانوں تک فراق،اور نیچے Legin یعنی نصف ران سے پاؤں تک پہننے والی باریک سکن کلر ساق پوش تھی ۔محدثین اور فقہاء کی سرزمین میں بچیوں کے لباس کی یہ حالت ہے ، اندازہ لگائیں، یہاں کتنی دینی محنت کی ضرورت ہے۔ بہرحال ہمارے قائدین کی بس راستے میں خراب ہوگئی تھی ، ہم نے ایک جگہ رک کر ان کا کافی انتظار کیا لیکن وہ حضرات نہ پہنچ سکے۔اس لیے ہماری بس ترمذ کے علاقے شیرآباد ان سے پہلے پہنچ گئی۔شیرآباد میں امام ترمذی کا مزار ہے،یہ علاقہ ترمذ شہر سے تقریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔بالکل ہموار علاقہ ہے،مزار کے احاطہ میں داخلہ کے لیے ایک خوبصورت روڈ جاتا ہے،جہاں سے احاطہ کا روڈ شروع ہوتا ہے،وہاں یونیورسٹیوں کی طرح پختہ اینٹوں کے رنگ کا خوبصورت گیٹ ہے،اس پر انگریزی میں لکھا ہوا ہے''امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ''۔ یہاں ایک بہت بڑی چاردیواری میں شیرآباد کا قبرستان ہے،تقریباً ہر قبرستان کی ہر قبر مٹی کی کچی قبر ہے۔اور ہر قبر پر کتبہ لگا ہوا ہے۔بعض قبروں پر مردوں کی تصاویر ہیں ۔بعض عورتوں کی قبر پر مردہ عورتوں کی تصاویر بھی لگی ہوئی ہیں۔یہ سب کیمونسٹوں کے سترسالہ دورِ حکومت کے برے اورغلط اثرات ہیں۔ اس وسیع وعریض قبرستان کے وسط میں ایک الگ چاردیواری میں امام ترمذی کا مزار اور مسجد ہے ۔ مزار کے چاروں طرف لوگوں کی استراحت کیلئے برآمدے اور چھتریوں سے ڈھکی ہوئی لکڑیوں کی خوبصورت کرسیاں اور بینچ سلیقے سے رکھے ہوئے ہیں۔ یہ تمام علاقہ ہموار ، وسیع اورخوشنما ہے۔ دوردور تک آبادی نظرنہیں آتی ،اردگرد کھیت ہیں ۔شمال کی جانب کچھ فاصلے پر چھوٹی خشک پہاڑیوں کا سلسلہ نظرآتا ہے،ہم عصر کے وقت یہاں پہنچے ۔وہاں چند مقامی علماء موجود تھے،میں نے جاتے ہی قبر مبارک کا پوچھا ، انہوں نے مجھے قبر بتلائی ، میں سب سے پہلے امام ترمذی کے مزار پر پہنچا،

مزار بالکل خالی تھا،کوئی بھی نہیں تھا، میں نے جاتے ہی سلام اوردعا کی اورترمذی شریف کے ابواب الطہارۃ کا پہلا باب''باب ماجاء لاتقبل صلاۃ بغیرطہور'' کی حدیث پڑھی:

حدثنا قتيبة بن سعيد اخبرنا ابوعوانه عن سماك بن حرب ح قال دنا هناد نا وكيع عن اسرائيل عن سماك عن مصعب بن سعد عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لاتقبل صلاة بغير طهورو لاتقبل صدقة من غلول قال هناد فى حديث لابطهورقال ابوعيسىٰ هذا الحديث اصح شىء فى هذالباب وأحسن

آنکھوں کے سامنے ایک عجیب نقشہ تھا،اس قبر میں وہ شخصیت ہے جس کی سند کے ساتھ ہم ترمذی شریف کی وہ احادیث پڑھتے اور پڑھاتے ہیں ،جن کی سند تک ہمارے مابین کئی واسطے ہیں۔ آج بلا واسطہ ان کی قبر پر ان سے کئی واسطوں کے ساتھ سنی ہوئی حدیث ان کوسنا رہاہوں۔ اورپھر کہتاہوں کہ قال ابوعیسىٰ هذا الحديث اصح شىء فى هذاالباب واحسن ۔کہاں مکی ومدنی آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اورکہاں ترمذ کا محدث ۔جس کے واسطے سے حضورؐ کی احادیث پوری مسلم دنیا میں پھیل گئیں۔اوران کی کتاب کوکتنی پذیرائی حاصل ہے۔آپکی قبر کے سرہانے کی طرف لکھا ہے : ''هذا ضريح الامام المحدث الحافظ ابن عيسىٰ محمدبن عيسىٰ سوره بن موسىٰ ابن ضحاك الضرير الترمذى الذى ولد فى سنة ۲۰۹ھ وتوفىٰ فى سنة ۲۷۹ھ تغمد الله بغفرانه وافاه فى رياض الجنة ''قبر کےاردگرد اطراف پرقرآن کی آیات کریمہ لکھی ہوئی ہیں۔

ایک خواب

ازبکستان کے سفر سے چند دن قبل میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ہمارے صوبہ کے کسی علاقہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاروضہ اقدس ہے،دوران خواب دل میں کہنے لگا کہ روضہ اقدس تومدینہ منورہ میں ہے لوگ وہاں زیارت کے لیے جاتے ہیں۔یہاں روضہ اقدس کیسے موجود ہوسکتا ہے، پھرخواب میں اس قبر کے پاس آیادیکھا توایک اونچی اور پکی قبر ہے ،قبلہ پشت ہوکر اس قبر اورصاحب قبر کے چہرے کی طرف رخ کرکے الصلوة والسلام عليك يارسول الله پڑھناشروع کیا۔اس دوران ایک صاحب آئے اورقبر پرشمع جلاناچاہتے تھے،میں نے منع کیا کہ یہ گناہ ہے۔ چنانچہ وہ آدمی رخصت ہوگیا۔ جاگنے کے بعد خواب کی تعبیر سمجھ میں نہیں آرہی تھی لیکن ازبکستان کے اس سفر کے دوران جب امام ترمذی کے مزار پر حاضرہوااورقبلہ پشت ہوکر جب انکی اونچی اور پکی قبر کے چہرہ کی جانب کھڑا ہو توفوراًاپنا خواب یادآیا کہ شاید اس خواب کی تعبیر امام ترمذی کی قبرہو۔ذات اقدس اورجسم اطہر تومدینہ منورہ میں ہے اورآپ کے اقوال ، افعال اورتقریرات کے امین اورحامل یہاں موجود اور مدفون ہیں۔

شاہ عبدالعزیز بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ "درخانہ کہ ایں کتاب باشد پس گویا درخانہ او پیغمبرے است کہ تکلم می کند" جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں پیغمبر علیہ السلام موجود ہیں جو تکلم فرماتے ہیں یا پھر اس خواب کی تعبیر قُثم بن عباس کی قبر کی حاضری ہے وہ بھی اونچی اور پکی خوبصورت قبر ہے، آپ کے چچازاد بھائی قُثم بن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ امام ترمذیؒ کے مزار سے مغرب کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے روانہ ہوئے۔ چونکہ ساتھیوں نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا تھا، شیر آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں گائیڈ نے کھانے کے لیے بس روک لی، چونکہ مغرب کی اذان کا وقت ہو چکا تھا، اسلئے مشورہ ہوا کہ پہلے مغرب کی نماز پڑھ لیں، سب ساتھی ہوٹل کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد تشریف لے گئے۔ ہمارے ایک ساتھی کو وہاں کے امام صاحب نے مغرب کی نماز پڑھانے کا کہا، چنانچہ اس نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ وہاں کے مقامی باشندے اور نمازی ہماری طرف بڑی محبت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، مصافحہ بھی کرتے تھے اور بڑی خوشی محسوس کرر ہے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد دوپہر کا کھانا کھا کر ترمذ شہر کے ہوٹل کی طرف چل دیئے۔

مقبرۃ السادات کی زیارت: ترمذ میں ایک کھلے اور وسیع علاقہ میں ایک پرانا تاریخی قبرستان ہے جو مقبرہ السادات کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں اس سادات خاندان کی کافی قبریں ہیں، ایک ان میں حسن الامیر کی قبر ہے، آپ کی قبر کا سائز دیگر قبروں سے قدرے بڑا ہے۔ یہ معلوم اور متعین قبر ہے۔ دیگر قبروں کی تاریخ معلوم نہیں۔ جناب حسن الامیر بغداد سے سمرقند ۸۵۰ھ میں تشریف لائے تھے، اس وقت کے خلیفہ نے آپ کو بلخ (افغانستان) بھیج دیا۔ چار سال بلخ میں رہے۔ ۸۶۵ھ میں واپس ترمذ تشریف لائے، پھر بقیہ زندگی یہاں گزار دی، آپ حسن الامیر سلطان سادات کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی اولاد بھی اسی مقبرہ السادات میں مدفون ہے۔

مستورات کی مذہبی تعلیم گاہیں: مقبرۃ السادات کے وسیع اور پرفضا مقام سے کچھ فاصلہ پر مٹی کی موٹی اور چوڑی دیواروں سے بنی ہوئی کئی کمروں پر مشتمل ایک پرانی اور بوسیدہ قلعہ نما عمارت تھی۔ کمروں کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔ اس کی پوری اور صحیح تاریخی حیثیت معلوم نہ ہو سکی، البتہ مقامی راہنما نے بتایا کہ ایک ایک کمرہ میں ایک ایک عورت رہتی تھی، ان کی چھتیں فی الحال ایسی گری ہوئی ہیں کہ ہر کمرہ سے آسمان مکمل نظر آتا ہے۔ اردگرد چاروں طرف کمرے ہیں اور درمیان میں ایک چھوٹا صحن ہے۔ پتہ نہیں یہاں عورتیں مذہبی تعلیم حاصل کرتی تھیں یا عورتوں سے متعلق کوئی خانقاہی نظام تھا، ان کی نگران اور سربراہ ایک مذہبی عورت تھی۔ جوان عورتوں کی دینی تربیت کرتی تھی۔ اس کا نام گل آئم تھا جس کا معنی ہے پھول عورت (Flower woman)

پروفیسر محمد یونس خاں میو*

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تاریخ پیدائش تحقیق

جو لوگ سیرت و تاریخ کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ دنیا میں جس قدر بڑے لوگ گزرے ہیں، ان کی تاریخ پیدائس کے حوالے سے مختلف اقوال نقل ہوئے ہیں، دنیا کے سب بڑے انسان، خاتم الانبیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش (ظہور قدسی) کے بارے مختلف اقوال اور متنوع روایات وارد ہوئیں ہیں، راجح قول ۹ربیع الاول ہے، لیکن سب جانتے ہیں کہ متداول ۱۲ربیع الاول ہے، ان کے علاوہ بھی اقوال موجود ہیں۔

اسی طرح فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی تاریخ شہادت یکم محرم مشہور ہے اور یہی مروج ہے، لیکن یہ عوامی مزاج ہے تحقیقی نہیں، معروف عالم دین اور صحافی مدیر ماہنامہ ''الخیل'' کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت عمر ۲۹ ذی الحجہ ۳ نومبر کو شہید ہوئے اور یکم محرم ۲۳ ہجری کو روضہ اطہر میں راحت پذیر ہوئے۔

اب رہی بات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تاریخ پیدائش کی تو یہاں شعبان، رمضان اور شوال کے مہینے زیر بحث آتے ہیں، راجح قول شعبان/رمضان ۱۲۴۸ھ جنوری/فروری ۱۸۳۳ء ہے، تاریخ وفات ۴/جمادی الاول ۱۲۹۸ھ/۱۵/اپریل ۱۸۸۰ء متفق علیہ ہے۔ مناسب ہوگا کہ یہاں کچھ حوالے اور بھی عرض کر دیے جائیں۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، آپ کے ہم سبق، رفیق کار، ہم زلف اور اولین سوانح نگار ہیں، وہ لکھتے ہیں۔ ''مولانا احقر سے چند ماہ بڑے تھے، ان کی پیدائش شعبان یا رمضان سن بارہ سو اڑتالیس ہجری ہے اور تاریخی نام خورشید حسین''[1] پھر حاشیہ میں مزید وضاحت کرتے ہیں: ''جناب مولوی صاحب کی پیدائش کا سن تاریخی نام سے معلوم تھا اور مہینہ اور تاریخ محفوظ نہ تھا، میرا یاد ربیع الثانی

* گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج آف کامرس، گوجرانوالہ

یا جمادی الثانی تھا اور تاریخ محفوظ نہیں رہی اور جن صاحبوں سے معلوم ہونے کا گمان تھا، ان سے پوچھا ہر کسی نے مختلف بیان کیا، ایک صاحب نے پندرہویں شعبان کہا، مگر میرے ماموں صاحب جناب حکیم صاحب نے اس کی تغلیط کی اور ایک نے انتیسویں رمضان اور ایک صاحب نے ۲۷محرم اور یہ بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا''۔(۲)

یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ مولانا یعقوب نانوتویؒ نے آپ کا ماہ ولادت ''سوانح عمری'' میں شعبان یا رمضان درج کیا ہے، لیکن پھر حاشیہ میں یہ وضاحت ضروری خیال کی ہے کہ میرا یا دربیع الثانی یا جمادی الثانی ہے، لیکن جستجو اور تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوا کہ آپکی تاریخ پیدائش پندرہ شعبان یا انتیس رمضان ہو سکتی ہے، چنانچہ آپ نے محتاط طرز عمل اختیار کرتے ہوئے حضرت نانوتویؒ کی ولادت کو شعبان یا رمضان کے مہینوں میں محقق کیا، آپ کی تاریخ پیدائش شعبان/رمضان ۱۲۴۸ھ اجنوری/فروری ۱۸۳۳ء ہے۔

لیکن مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔وہ لکھتے ہیں: بہر حال محمد قاسم آپ کا عام نام اور خورشید حسین تاریخی نام رکھا گیا اور اسی چیز نے آپ کے سال ولادت کو کم از کم سن ہجری کے حساب سے غیر مشکوک بنا دیا، لیکن ماہ ولادت کا مسئلہ صرف اختلافی نہیں بلکہ تعجب انگیز حد تک اختلافی ہے، اس سلسلہ میں رمضان، شعبان، ربیع الثانی، جمادی الثانی اور محرم ان پانچ مہینوں کی طرف آپ کی ولادت کی تاریخ کو مختلف اقوال کی بنیاد پر منسوب کیا ہے۔(۳)

یہاں مولانا گیلانیؒ کی مراد یہ ہے کہ جب مہینہ ہی مشکوک ومشتبہ ہے، تو تاریخ کا تعین کون کر سکتا ہے؟ جبکہ مولانا یعقوب نانوتویؒ نے اپنی روایت میں پندرہویں شعبان یا انتیسویں رمضان کا حوالہ بھی دیا ہے، اور اسی بنیاد پر یہ اسلوب حزم واحتیاط اختیار کرتے ہوئے شعبان یا رمضان کی تعین کو قرینہ تحقیق قرار دیا ہے، اور بالاخر مولانا گیلانیؒ بھی اسی طرف چلے جاتے ہیں، وہ لکھتے ہیں پس ماہ ولادت کے مسلہ میں اسی پر قناعت کرنا چاہئے کہ ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۳ کے مذکورہ بالا پانچ مہینوں میں سے کوئی مہینہ تھا''۔(۴)

لیکن بات صرف پانچ مہینوں تک محدود نہیں بلکہ ایک چھٹا مہینہ بھی مذکور ہے اور وہ ہے شوال، جس کو مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی نے بیان کیا ہے اور یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا کاندھلوی برصغیر پاک وہند میں مولانا نانوتوی پر بہت بڑا حوالہ ہیں، صاحب اسلوب ادیب، نقاد اور محقق ہیں۔زود نویس، درجنوں کتب کے مصنف اور سہ ماہی ''احوال وآثار'' کاندھلہ کے مدیر ہیں۔

حضرت نانوتوی کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے لکھتے ہیں "مولانا یعقوب نے یہاں حضرت مولانا کی تاریخ ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ (جنوری، فروری) ۱۸۳۳ء لکھی ہے، لیکن مولانا یعقوبؒ کی بیاض میں حضرت مولانا کی ولادت شوال ۱۲۴۸ھ مارچ ۱۸۳۳ء لکھی ہوئی ہے، اگرچہ بیاض کا یہ اندراج مولانا محمد یعقوبؒ کے قلم سے نہیں، بخط دیگر ہے، مگر بیاض میں اندراج سے پہلے اور بعد کی اطلاعات خود مولانا کے اپنے قلم کی لکھی ہوئی ہیں اور ظاہر یہ اطلاع بھی مولانا کی ہدایت وصراحت بلکہ املا کے مطابق لکھی گئی ہوگی اور اصولاً بعد کی تحقیق واطلاع زیادہ معتبر اور صحیح ہونی چاہیے، نیز مولانا کی بیاض کا یہ اندراج مولانا یعقوب کی زندگی کے آخری دنوں تقریباً ۱۳۰۰ھ کی ہے، اسلئے حضرت مولانا محمد قاسم کی تاریخ ولادت کی یہی متاخر اطلاع زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔[۵]

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تاریخ ولادت کی بحث میں یہ امر قابل توجہ ہے کہ آپ کے احوال وآثار میں جو کتب دستیاب ہیں، ان میں مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی مختصر تصنیف جناب حالات حضرت محمد قاسم یا "تذکرہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی" کے نام سے بار بار چھپی ہے اور عام دستیاب ہے، حضرت مولانا کے احوال وسوانح کا اولین اور اہم ترین مجموعہ ہے۔ مولانا گیلانیؒ نے اسی کتاب کو "سوانح عمری" کے عنوان سے اپنی ضخیم تصنیف "سوانح قاسمی"، جلد اول کے صفحات ۲۳ تا ۴۸ نقل کیا ہے، یہ کتاب مولانا نانوتوی کی وفات کے ۷۶ سال بعد شائع ہوئی[۶] مولانا گیلانی نے "سوانح عمری" کو ایک کراماتی سوانح کہا ہے، جس میں ہر قسم کے واقعات کے اشارے ملتے چلے جاتے ہیں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ کتاب انتہائی اختصار اور کمال اجمال کے سبب سوانح نہیں بلکہ سوانح قاسمی کی ایک فہرست ہے۔[۷]

در اصل یہی وہ جامع کتاب ہے جو مولانا نانوتویؒ کی وفات ۴ جمادی الاول ۱۲۹۸ھ ۱۵/اپریل ۱۸۸۰ء کے بعد صرف تین چار ماہ کے درمیان مرتب ہو کر اس وقت پہلی مرتبہ شائع ہوئی[۸] اسی نسخہ میں مولانا نانوتوی کی تاریخ پیدائش شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳) درج ہے[۹] جبکہ مولانا راشد کاندھلوی نے شوال ۱۲۴۸ھ/مارچ ۱۸۳۳ء لکھا ہے اور بیاض یعقوبی کا حوالہ دیا ہے، لکھتے ہیں "اگرچہ بیاض کا یہ اندراج مولانا یعقوب کے قلم سے نہیں ہے، بخط دیگر ہے، مگر بیاض میں پہلے اور بعد کی اطلاعات خود مولانا کے اپنے قلم کی لکھی ہوئی ہیں۔[۱۰]

اب یہاں یہ سوال اپنی جگہ بہت اہم ہے کہ جب بیاض کی پہلے اور بعد کی جملہ تحریریں مولانا یعقوب کے قلم سے درج ہیں تو درمیان میں تاریخ پیدائش خود اپنے ہاتھ سے درج کیوں نہ کی؟ اگر

آپ سوانح عمری میں ترمیم کرنا چاہتے تو یہ کوئی مشکل امر نہ تھا، کیوں کہ آپ کی موجودگی میں یہ نسخہ دو مرتبہ شائع ہو چکا تھا، مولانا کاندھلوی کے مطابق اس کی اولین اشاعت مولانا نانوتوی کی وفات کے صرف پانچ ماہ بعد بہاولپور سے بہ اہتمام حافظ عبدالقدوس قدسی شوال ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوئی۔ (۱۱) یہ موخرالذکر روایت درست معلوم ہوتی ہے، کیونکہ مولانا نانوتوی کی وفات کا مورخہ ۴؍جمادی الاول ۱۲۹۸ھ بیان کیا جاتا ہے، بہ اعتبار تقویم ۴ جمادی الاول اور ۷ شوال کی درمیانی مدت ۵ ماہ ۱۳ ایام ہوتے ہیں، جو تقریباً" صحیح ہے، یہاں یہ تنقیح ضروری معلوم ہوتی ہے کہ "سوانح عمری" مؤلف مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی وفات سے ۴ سال، ۷ ماہ، ۷ دن پہلے شائع ہوئی، یہ اشاعت اول تھی، دوسری اشاعت کے بارے میں سنئے! یہ مولانا راشد کاندھلوی نے بھی لکھا ہے کہ پہلی طباعت غالباً بہت مقبول ہوئی اور بہت جلد ختم ہو گئی تھی، اس لئے اسی مطبع سے دوسرا ایڈیشن چھپا، یہ طباعت اول الذکر سے قدرے مختلف انداز و معیار میں شائع ہوئی۔ (۱۲)

ان تنقیحات و توجیہات کے بعد یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوانح عمری کی دوسری اشاعت بھی مصنف کی حیات ہی میں منظر عام پر آ گئی ہو گی، اس کے باوجود آپ نے مولانا نانوتوی کی تاریخ پیدائش پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کی اور پھر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا ہے، بیاض میں اندراج شوال ۱۲۴۸ھ مولانا یعقوب کے اپنے قلم سے نہیں ہے، جبکہ سوانح عمری کا مہینہ شعبان یا رمضان مولانا کی اپنی تحقیق ہے، جس سے کم از کم ماہ ولادت کا تضاد تو ختم ہو جانا چاہیئے تھا، یہ بھی ناممکن ہی نظر آتا ہے کہ مولانا یعقوب اپنی تصنیف کی ان اشاعتوں سے لاعلم رہے ہوں گے، گمان تو یہی کرنا چاہیے کہ ان کے نسخہ جات آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے ہوں گے اور آپ نے ان کو دیکھا بھی ہوگا، اس کے باوجود تاریخ ولادت (شعبان ؍رمضان ۱۲۴۸ھ سے کوئی تعارض نہ کیا۔ دریں حالات یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا ماہ ولادت پانچ یا چھ مہینوں میں مشتبہ ہو جائے فاضل مصنف مولانا محمد یعقوب کی بیان کردہ روایت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ کو محقق مان لیا جائے، نیز یہ کہ اکثر اخلاف نے مولانا موصوف کی اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔ (۱۳) ملاحظہ ہوں چند اور حوالے:

(۱) مولانا اسیر ادروی نے " حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حیات اور کارنامے" میں آپ کی ولادت کے ذیل میں شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ (جنوری ۱۸۳۳ء) لکھا ہے۔

(۲) پروفیسر مولانا محمد انوارالحسن شیر کوٹیؒ نے اپنی تصنیف "انوار قاسمی" میں صرف سن پیدائش (۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲!) لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

(۳) مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ نے اپنے مقالہ" بانی دارالعلوم دیوبند" میں اسی سال کا اعادہ فرمایا ہے۔

(۴) مولانا سعید احمد پالنپوریؒ نے اپنی تصنیف "دنیائے اسلام کی عظیم ترین شخصیت" میں یہی سال ولادت لکھا ہے۔

(۵) شیخ محمد اکرام نے موج کوثر میں ۱۲۴۸ھ کا سن نقل کیا ہے۔

(۶) حافظ محمد اکبر شاہ بخاری نے "اکابر علما دیوبند" میں آپ کی تاریخ پیدائش شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ لکھی ہے۔

ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تاریخ پیدائش شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ ہے۔

حوالہ جات

(۱) مولانا محمد یعقوب نانوتوی، سوانح عمری، میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی، س ن، ص ۲۴۔

(۲) ایضاً، ص ۳۔

(۳) مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح قاسمی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن ص ۱۵۰۔

(۴) ایضاً

(۵) مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی، قاسم العلوم، مکتبہ سید احمد شہید، لاہور، دسمبر ۲۰۰۰ء ص ۱۷۰۔

(۶) قاری محمد طیب، مقدمہ سوانح قاسمی، ۱۶/۱

(۷) ایضاً

(۸) قاسم العلوم، ص ۱۷۰

(۹) سوانح عمری، ص ۲۴

(۱۰) حاشیہ قاسم العلوم، ص ۱۷۰

(۱۱) ایضا ۔۔، ص ۱۸۵

(۱۲) قاسم العلوم، ص ۱۵۹

(۱۳) دیکھئے، مولانا ادروی، مولانا انوار الحسن، مولانا سرفراز خان صفدر اور دیگر کتب کے حوالہ جات

مولانا محمد اسلام حقانی

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

توہین صحابہ واہل بیت ایک ناقابل معافی جرم

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ پاکیزہ وبرگزیدہ ہستیاں ہیں جن کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی، یہ وہ مقدس شخصیات ہیں جن کی آنکھیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار سے منور ہوئیں، یہ وہ عظیم الشان لوگ ہیں جنہوں نے اسلام اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تن من دھن کی بازی لگا کر اپنی جانوں کی قربانیاں دیں، یہ وہ مخلص جماعت ہے جو اخلاص وللّٰہیت کے پیکر مجسم ہیں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وہ جانثار عاشق ہیں کہ ان کی داستان عشق وفدائیت تا قیامت تروتازہ رہے گی، انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت ووارفتگی کے ایسے نمونے پیش کئے کہ رہتی دنیا تک یہ تاریخ کا حصہ رہیں گی، یہ وہ محبوب جماعت ہے جسے دنیا ہی میں رضی اللہ عنہم کا پروانہ عطاء کیا گیا اور قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے ایک عظیم واسطے ہے کہ انکے بغیر دین نامکمل ہے، امت کو دین وایمان کا یہ قیمتی سرمایہ انہی مقدس ہستیوں کی وساطت سے ملا اور انہی کے طفیل دین اسلام بھرپور حفاظت وصیانت کیساتھ بلاتحریف وترمیم ہم تک پہنچا، اگر اس مقدس جماعت کی مساعی نہ ہوتیں تو یہ دین بھی یہودیت ومسیحیت کی طرح تحریف کا شکار ہو جاتا۔

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مبارک ہستیاں ہیں کہ جن کی عبادات، معاملات، قربانیاں، جینا اور مرنا صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا ہی کیلئے تھا، اسی رفعت شان اور عظمت والی صفات کے سبب ہر دور کے علمائے حق نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت و محبت کو جزء ایمان قرار دیا، ان سے محبت حب نبویؐ کی دلیل اور ان سے نفرت، نبی سے نفرت کے مترادف ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت واہمیت بیان فرماتے ہیں وہاں ان کو برا بھلا کہنے والوں کی سخت الفاظ میں مذمت بھی فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق براہ راست رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے، اس لیے ان سے محبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور ان سے بغض رکھنا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنا ہے، ان کے حق میں

ادنیٰ لب کشائی اور جرات بھی نا قابل معافی جرم ہے، اسی لیے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محبت کو اپنی ذات اقدس سے محبت کا معیار قرار دیا، ہمارے اہلسنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ بلکہ ہمارا جز ایمان ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت اصول ایمان میں سے ہیں، سب کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ عن الخطاء ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر ہر فرد صلاح وتقوی، اخلاص وللہیت اور زہد واطاعت سے آراستہ ومزین ہے، جن کو اللہ تعالی نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور دین کی اشاعت کے لیے منتخب فرمایا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرنا، ان پر تبرا کرنا اور اپنی زبانوں کو ان مقدس ہستیوں کے خلاف استعمال کرنا یہ موجودہ دور کی پیداوار نہیں بلکہ آغاز اسلام ہی سے امت کے درمیان ایک ایسا طبقہ رہا ہے جو اختلاف کو عام کرنے نفرتوں کو پھیلانے میں یہود ونصاریٰ کے قدم بہ قدم پر اپنی سازشی کارروائیوں میں مصروف عمل رہے ہیں، منافقانہ ذہنیت کے حامل یہ لوگ ان بلند پایہ ہستیوں کے خلاف زبان طعن دراز کرنے لگتے ہیں، جن پر تنقید کرنا، زبان درازی کرنا اور ان کے خلاف بکواسات کرنا سورج پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے مختلف طبقات اور مختلف علاقوں میں کچھ لوگ اٹھتے ہیں، جو مختلف فورم سے کبھی خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کبھی کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، کبھی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نشانہ تنقید بناتے ہیں، گزشتہ عاشورا ۲۳ راگست کو اسلام آباد مرکزی امام بارگاہ میں شیعہ ذاکر آصف علوی نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی کی، اسی طرح دس محرم کو کراچی میں ایک ذاکر نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ہدف ملامت بنایا، ان پر طعن وتشنیع کیا، بالخصوص کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مستقل لعنت بھیجتے رہے اور ان کے بیانات سوشل میڈیا پر چلتے رہے، طوفان بدتمیزی کا یہ سلسلہ جاری رہا، مملکت پاکستان کے حصول وقیام کیلئے ہمارے اکابر آباؤ اجداد نے اپنی جانوں اور مالوں کی قربانیاں اس لئے دیں تاکہ یہاں اسلامی تشخص، اسلامی روایات، اسلامی اقدار، اسلامی شخصیات کے تقدس کو تحفظ مہیا ہو لیکن بدقسمتی سے یہاں مقدس شخصیات (رسالت مآبؐ اور صحابہ کرامؓ) اور اسلامی اقدار کی بار بار توہین کی جارہی ہے جس پر مسلمانوں کا ردعمل فطری امر ہے جبکہ حکومت بھی اس معاملے میں شدید غفلت کا مظاہرہ کر رہی ہو اب حالیہ توہین آمیز کلمات کے نتیجے میں مسلمانان پاکستان میں بے چینی بڑھ رہی تھی اور اس بات کا خدشہ تھا کہ یہ جذبات تصادم یا تشدد کا رخ اختیار نہ کرلیں لیکن تمام مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث) کے علمائے کرام

نے اس معاملے کو تشدد یا لڑائی جھگڑے تک جانے سے قبل اپنے ہاتھ میں لے لیا، پورے ملک میں علماء کمیٹی کے زیر اہتمام عظیم الشان مظاہرے ہوئے، ایک مظاہرہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب مدظلہ اور دیگر جید علماء و سیاسی ومذہبی زعماء کے زیرسرپرستی عظمت صحابہ کانفرنس کے عنوان سے کراچی میں منعقد ہوا جس میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، اسی طرح دوسرا عظیم الشان مظاہرہ مولانا مفتی منیب الرحمٰن کی قیادت میں کراچی میں منعقد ہوا اس میں بھی لاکھوں محبِ صحابہؓ مسلمانوں نے سیاسی وابستگی سے بالاتر ہوکر اس میں شریک ہوئے اور صحابہ کرامؓ سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔

ان مظاہروں کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ توہین صحابہ رضی اللہ عنہ کرنے والوں پر واضح ہوگیا کہ مسلمان اس گئے گزرے دور میں بھی صحابہ کرامؓ سے دلی محبت رکھتے ہیں اور ان کی عزت پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں، اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر نے حکومت کو اپنے مطالبات پیش کر دیئے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے والے افراد وعناصر کے خلاف فرد جرم عائد ہونا چاہیے، انہیں کیفرکردار تک پہنچانا چاہیے اور توہین صحابہؓ کے مجرمین کو سخت سے سخت سزا دے کر دوسروں کیلئے نشانِ عبرت کا ساماں بنانا چاہئے۔ اسی طرح جن ممالک میں توہین رسالت ،توہین اسلام اور توہین صحابہ کی بار بار جسارت کی جارہی ہے ان ممالک سے فوری طور پر سفارتی تعلقات ختم کرے اور پاکستان میں مقدس شخصیات کی توہین اوراشتعال انگیزی کو روکنے کیلئے مؤثر قانون سازی کی جائے، علماء نے یہ بھی کہا کہ عوام الناس پرامن ہے لیکن صحابہ کرامؓ کی توہین کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں، عظمت صحابہؓ کے معاملے میں ہم سب ایک ہیں، ہم فرقہ واریت نہیں پھیلانا چاہتے لیکن توہین صحابہؓ بھی برداشت نہیں کرسکتے اور عظمت صحابہؓ کا دفاع ہمیشہ کرتے رہیں گے اور عظمت صحابہؓ کے معاملہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء ایک دوسرے کے باہم معاونت کریں۔

اب حکومت کی ذمے داری ہے کہ اس مسئلے کو حل کرائے اور ریاست کو لازماً یہ حل کرنا ہوگا ورنہ خانہ جنگی اور فرقہ واریت کا جن ایک مرتبہ بے قابو ہوجائے گا پھر اُسے بند کرنا مشکل ہوجائے گا، لہٰذا حکومت کو اس حساس معاملے میں فوری اقدامات کرنا چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہرقسم کے انتشار سے بچائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ کی اتباع نصیب فرمائے۔ امین

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

۷ر ستمبر: یوم تاسیس جامعہ دارالعلوم حقانیہ ۷ر ستمبر ۱۹۴۷ء، یوم وفات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ، یوم فتح مبین ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی مناسبت سے جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام خوشحال خان خٹک لائبریری ہال اکوڑہ خٹک میں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا، جس کی صدارت مہتمم جامعہ حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے کی، والد مکرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ دیگر مہمانان گرامی میں جنرل ضیاء الحق شہید کے صاحبزادے جناب اعجاز الحق صاحب اور دیگر طلبا تنظیموں کے قائدین نے شرکت کی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے خطاب اور اختتامی دعا کی۔

۹ر ستمبر: شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اسباق کے بعد جامعہ بنوریہ انجیل لنڈی کوتل تشریف لے گئے بتقریب دستار فضیلت میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۱۶ر ستمبر: حضرت مہتمم صاحب اسباق کے بعد ۲ر روزہ دورہ پر ضلع دیر اور کمراٹ تشریف لے گئے، جہاں مدرسہ احیاء العلوم تھل ضلع دیر، پرانی مسجد دار اسلام دارالعلوم تھل، جامعہ عثمانیہ چناران شرینگل، انوار القرآن ڈوگرام واڑی اور مدرسہ مظہر السلام سمیت متعدد مدارس میں تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔

۲۳ ستمبر: حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں پر ایک اعلیٰ سطحی حکومتی اجلاس میں شرکت فرمائی۔

۸ر ستمبر: امیر جمعیت علمائے اسلام (ف) مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ جامعہ حقانیہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔

نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

۷ر جولائی: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے نواسے مولانا ارشد علی قریشی صاحب کے ادارہ جامعہ اشرفیہ اضاخیل کیمپس تشریف لے گئے، جہاں مدرسہ کے تعمیراتی کام کا معائنہ کیا، عم محترم مولانا راشد الحق بھی ہمراہ تھے۔

۲۴رجولائی: جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ترک صدر رجب طیب اردگان کی جانب سے آیا صوفیہ کو دوبارہ مسجد میں تبدیل کرنے کے تاریخی احسن اقدام پر حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

یکم اگست: بارش کے سبب امسال عیدالاضحیٰ کا تاریخی اجتماع مرکزی عیدگاہ اکوڑہ خٹک کے بجائے جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے وسیع وعریض ہالوں اور جامعہ کے سبزہ زاروں میں منعقد ہوا۔ حضرت والدمحترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے نماز عید کے اجتماع سے اپنے خطاب میں غازی فیصل خالد کے جذبہ ایمانی سے بھرپور اقدام کی حمایت کرتے ہوئے حکومت سے غازی فیصل خالد کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا،اسی طرح پنجاب اسمبلی میں منظور ہونے والے ''تحفظ بنیاد اسلام ایکٹ'' کی حمایت بھی کی۔نماز عید کے اجتماع سے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا۔

۴راگست: امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق صاحب کی میزبانی میں اسلام آباد میں منعقدہ ''کشمیر قومی مشاورت'' میں جمعیت علمائے اسلام کی نمائندگی کی۔اپنے خطاب میں حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ نے شہید اسلام مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے تاریخی مؤقف کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ کشمیر جہاد ہی سے آزاد ہوگا۔مذاکرات مذاکرات کی رَٹ بھارت کو اپنے انتہائی قدم کی طرف لے گئی ہے۔

۴راگست: پیر آف گولڑہ شریف پیر سید شاہ عبدالحق گیلانیؒ کے انتقال پر ان کے صاحبزادگان پیر معین الحق گیلانی سجادہ نشین درگاہ گولڑہ شریف اور پیر غلام قطب الحق گیلانی سے گولڑہ شریف اسلام آباد میں تعزیت کی۔

۵راگست: یوم یکجہتی کشمیر کی مناسبت سے جمعیت علمائے اسلام نے ملک بھر میں کشمیری مظلوم مسلمانوں سے اظہار یکجہتی کے لئے ریلیوں اور جلسوں کا انعقاد کیا۔مرکزی جلسہ سے جمعیت علمائے اسلام کے امیر دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا۔

۸راگست: غازی فیصل خالد کی رہائش گاہ پشاور میں ان کے والد جناب عبداللہ صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے اور انکو اپنی جماعت کی طرف سے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

۲۱راگست: جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے اپنے خطاب

کے دوران والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے عرب امارت اور اسرائیل کے درمیان ہونے والے معاہدے کی شدید مذمت کی۔

۳۰ راگست: ۱۰ ارمحرم کوموضع شیدو ضلع نوشہرہ میں دو خاندانوں کے مابین مصالحتی جرگہ کی تقریب میں بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے اور دونوں فریقین کو باہم اتفاق ومحبت سے رہنے کی تلقین کی۔

۴ رستمبر: والدمحترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ،امیر جمعیت علمائے اسلام ونائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے بروز جمعۃ المبارک ''یوم دفاع صحابہ کرامؓ'' کی مناسبت سے اپنے بیان میں کراچی، اسلام آباد اور ملک کے دیگر شہروں میں خلفائے راشدین،اہل بیت اطہار اور صحابہ کرامؓ کی شان میں ہونے والی گستاخیوں کے واقعات پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا اور حکومت وقت سے ملوث گستاخانِ صحابہ کو کیفرکردار تک پہنچانے کا بھرپور مطالبہ کیا۔

۵ رستمبر: والدمکرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ اپنے دیرینہ معاون ساتھی العصر پبلک سکول نظامپور کے پرنسپل جناب ضیاء الدین مرحوم کی وفات پر تعزیت کیلئے ان کے علاقہ نظام پور ضلع نوشہرہ تشریف لے گئے جہاں ان کے صاحبزادگان سے تعزیت کی۔

۶ رستمبر: والدمکرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ سے ضلع نوشہرہ سے سابقہ رکن صوبائی اسمبلی جناب پرویز احمد خان نے جامعہ حقانیہ میں ملاقات کی۔

۷ رستمبر: یوم تاسیس جامعہ دارالعلوم حقانیہ ۷ رستمبر ۱۹۴۷ء، یوم وفات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ، یوم فتح مبین ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی مناسبت سے جمعیت طلباء اسلام کے زیراہتمام خوشحال خان خٹک لائبریری ہال اکوڑہ خٹک میں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا،جس کی صدارت مہتمم جامعہ حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے کی، والدمکرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ دیگر مہمانان گرامی میں جنرل ضیاء الحق شہید کے صاحبزادے جناب اعجاز الحق صاحب اور دیگر طلبا تنظیموں کے قائدین نے شرکت کی۔

۹ رستمبر: انجمن علم وعرفان جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے زیراہتمام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں تقریری مقابلے کا اہتمام جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے وسیع وعریض ہال میں کیا گیا۔ جامعہ کے طلبہ نے ایک سے بڑھ کر ایک بہترین تقریریں پیش کیں اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ ،شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے تاریخی کردار پر روشنی ڈالی۔تقریب سے مہمان خصوصی حضرت مولانا

حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا اور کامیاب طلبہ میں اسناد تقسیم کیں۔

۱۲ر ستمبر: شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے اسلام آباد میں ملاقات کی اور پاکستان کی موجودہ مذہبی وسیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا اورانہیں صدارتی ایوارڈ ملنے پر مبارکباد دی

۱۰ر ستمبر: والد محترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے لاہور کے قریب ہونے والے سانحہ موٹروے پر خاتون کی بچوں کے سامنے عصمت دری کے واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ سیکورٹی اداروں کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔محمد بن قاسمؒ سندھ کی ایک بیٹی کے خط کے جواب میں ہزاروں میل دور سے تو پہنچ سکتے ہیں لیکن چند کلومیٹر پر واقع پولیس پاکستان کی بیٹی کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی۔ مولانا حقانی نے حکومت سے سرعام اسلامی سزاؤں کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور ملوث مجرمان کو سرعام عبرت کا نشان بنانے کا بھرپور مطالبہ دہرایا۔

۱۲ر ستمبر: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق مدظلہ نے وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری صاحب سے اسلام آباد میں ملاقات کی اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث مرحوم کی وفات پر تعزیت کی۔

مولانا حامد الحق حقانی کا پانچ روزہ دورہ پنجاب

۱۲ر ستمبر: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ امیر جمعیت علمائے اسلام ،نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اپنے دورہ کے پہلے مرحلے میں جنوبی پنجاب کے مرکز ملتان پہنچے، جہاں جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی اور قومی وسیاسی امور پر غور وخوض کیا گیا

۱۳ر ستمبر: جمعیت علمائے اسلام جنوبی پنجاب کی مجلس عمومی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا، بعدازاں ملتان پریس کلب میں صحافیوں سے خطاب فرمایا۔

۱۳ر ستمبر: جمعیت علمائے اسلام کے بزرگ رہنما حاجی بشیر احمد زرگر تعزیتی ریفرنس میں شرکت کے لئے کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ تشریف لے گئے، جہاں انہوں نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور مرحوم کی لازوال خدمات کو سراہا اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

۱۴ر ستمبر: خانقاہ بہلویؒ شجاع آباد میں خواجہ عزیز احمد بہلویؒ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی سیمینار سے خطاب کیا۔ بعدازاں جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان تشریف لے گئے جہاں جامعہ کے مہتمم اور وفاق المدارس جنوبی پنجاب کے مسؤل مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب سے ملاقات کی اور جامعہ کا دورہ فرمایا
☆ اسی روز شہید اسلام مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دیرینہ ساتھی جامعہ نظامیہ بہاولپور کے مہتمم اور جمعیت

علمائے اسلام کے ضلعی امیر مولانا محمد شمس الدین انصاریؒ تعزیتی سیمینار میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا ☆ اسی دن حاصل پور ضلع بہاولنگر پہنچنے پر جمعیت کے پرجوش کارکنان نے شاندار استقبال کیا اور والدمحترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا ☆ جمعیت کے نائب امیر مولانا بشیر احمد شاد کے ادارہ جامعہ محمودیہ چشتیاں تشریف لے گئے جہاں پریس کانفرنس سے خطاب کیا ☆ شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دیرینہ ساتھی اور جمعیت علمائے اسلام بہاولنگر کے رہنما مولانا محمد یوسف قریشیؒ کی یاد میں منعقدہ جلسے میں شرکت کی خطاب فرمایا۔

۱۵ر ستمبر: جمعیت علمائے اسلام شمالی پنجاب کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کیلئے لاہور پہنچے جہاں شمالی پنجاب کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور تفصیلی خطاب فرمایا بعدازاں قومی نیوز چینلز اور اخبارات کو انٹرویوز ریکارڈ کرائے۔

۱۷ر ستمبر: عظمت صحابہ و اہل بیتؓ مارچ اسلام آباد میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۱۹ر ستمبر: جمعیت علمائے اسلام کے پی کے کی مجلس شوریٰ کا اجلاس جامعہ اسلامیہ اضاخیل ضلع نوشہرہ میں منعقد ہوا جس کی صدارت صوبائی امیر مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے کی، والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔اجلاس میں ملک بھر میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۰ر ستمبر: والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ دادا جان حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دیرینہ ساتھی شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن مرحوم کی اہلیہ اور مولانا مطیع الرحمٰن، مولانا نفیس الرحمٰن کی والدہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت کیلئے گاؤں حیدر ضلع اٹک تشریف لے گئے۔

۲۰ر ستمبر: والدمکرم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ سے کوہاٹ کے معروف سیاسی گھرانے سے تعلق رکھنے والے ملک عماد اعظم ایڈوکیٹ نے اکوڑہ خٹک میں ملاقات کی۔

فرزند مولانا عرفان الحق کا حفظ قرآن کی سعادت پانا

مولانا عرفان الحق حقانی کے دس سالہ فرزند محمد معز الحق حقانی نے بحمداللہ قرآن حفظ کی تکمیل گزشتہ دنوں ۲۶ر اگست کو کی۔اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب نے آخری دس سورتیں انہیں اپنے آفس میں تبرکاً پڑھائیں اور موصوف کے روشن مستقبل کیلئے طوالت عمر، علم باعمل، ونظربد سے حفاظت کی دعاؤں سے نوازا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ مدظلہ سے آخری سبق اور دعائیں انکے مکان واقع مولانا عبدالحق میں لینے کا شرف بھی حاصل ہوا، یقیناً اس عظیم امر پر ان کے نانا شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید، دادا الحاج اظہار الحق، پردادا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ عالم ارواح میں خوش ہوں گے۔

مولانا محمد اسلام حقانی
معاون مدیر الحق

تعارف وتبصرہ کتب

● **تبلیغی چھ نمبروں کی اہمیت وضرورت** افادات: حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ

مرتب: مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی ضخامت: ۲۲۸ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی

مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کے زیر سایہ زندگی گزارنے اور ان میں ایمانی روح بیدار کرنے کیلئے جو کوششیں اور مساعی کیں وہ کسی ذی شعور سے ڈھکی چھپی نہیں، ان کا اساسی اور اصلی کارنامہ دعوت وتبلیغ ہے، انہوں امت مسلمہ کے شیرازہ کو جمع کرنے اور ایمانی وحدت کو برقرار رکھنے کیلئے نہایت آسان طریقے سے ایک آسان نسخہ تجویز کیا جس کو ہم چھ نمبروں سے جانتے اور پہچانتے ہیں، ان کی اہمیت وتاثیر سے کسی کو انکار نہیں، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ چھ اصول قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''تبلیغی چھ نمبروں کی اہمیت وضرورت'' میں مولانا مفتی محمد زید مظاہری نے ان چھ نمبروں واصولوں سے متعلق مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے مواعظ، ملفوظات، ارشادات، مکتوبات وافادت میں منتشر مواد کو اکٹھا کر کے مرتب کیا تاکہ انکی اہمیت وضرورت ہر ایک کے سامنے اجاگر ہو اور ہر بات کی ایک مناسب تشریح بھی کردی جسکے ذریعے اسی اصولوں کے تحت کام کرنیوالوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اور تبلیغی کام کرنیوالوں کیلئے مددگار بھی ہوں۔

● **عورتوں کی خوبیاں اور خامیاں** مولف: مولانا مفتی محمد سلمان ضخامت: ۱۶۸ صفحات

ترتیب جدید وتخریج: مفتی احمد حسن ناشر: مکتبہ الارشاد ویلفیر ہالٹ کراچی 03333730428

خالق کائنات نے تمام مخلوقات کی طرح بنی نوع انسان کے اندر نر وماده یعنی مرد وعورت کی دو صنفیں رکھی ہیں اور اس تفریق میں جتنی بھی مصلحتیں اور حکمتیں، اسرار ورموز مضمر ہیں اسے خالق کائنات ہی جانتا ہے، اِس واضح فرق کے باوجود بھی مردوں کی طرح عورتیں بھی احکامِ شریعت کی مکلف اور ان کی ادائیگی کی پابند ہیں، خالق کائنات نے عورتوں کو ان کے مناسب حال احکامات دیئے ہیں، جن پر عمل کر کے وہ بھی اپنی دنیا وآخرت کی دائمی کامیابیوں کو نہایت آسانی کیساتھ حاصل کرسکتی ہیں بلکہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں کم اور تھوڑی سی محنت کے ذریعہ زیادہ اور کثیر عنایاتِ ربانی کو

حاصل کرسکتی ہیں، جنت تک رسائی کو ان کیلئے آسان اور سہل بنایا گیا ہے، بس ضرورت صرف اتنی سی ہے کہ ان اوصاف و کمالات کو سیکھ کر اپنایا جائے جن کا شریعت نے ایک عورت سے مطالبہ کیا ہے اور ایسی خامیوں اور کوتاہیوں سے گریز کیا جائے جس کو شریعت نے شجرہ ممنوعہ قرار دیا ہے، زیرِ تبصرہ کتاب ''عورتوں کی خوبیاں اور خامیاں'' اِسی مقصد کو سامنے رکھ کر مفتی محمد سلمان صاحب نے مرتب کی جس میں انہوں نے عورتوں کے وہ اوصاف و کمالات ذکر کئے ہیں جس کے اپنانے سے ایک عورت اللہ کی سچی اور نیک بندی بن سکتی ہے، ساتھ عورت کی ان خامیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کیا ہے جس کو اپنا کر ایک عورت اللہ کی نافرمان بندیوں میں شمار ہوتی ہے لہٰذا ان سے اجتناب کرکے وہ دنیا و آخرت کے نقصان سے بچ سکتی ہے، مصنف موصوف نے اس کتاب میں عورتوں کی خوبیوں اور خامیوں کا ذکر قرآن کریم کی آیاتِ بینات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و روایات کی روشنی میں کیا ہے، ہر بات مدلل اور ماخذ کیساتھ پیش کیا۔ اسلوب بیان شگفتہ، عام فہم زبان اور طباعت بھی اعلیٰ ہے، اپنے موضوع پر یہ ایک بہتر کاوش ہے خواتین حضرات اس کا ایک مرتبہ مطالعہ ضرور کریں۔

- تمرین الصیغہ　　　مولف: مولانا صالح محمد

ضخامت: ۹۰ صفحات　　　ناشر: دار الصدیق لنشر البحوث الاسلامیة بام خیل صوابی

ادب عربی میں علم الصرف کی اہمیت ہر ذی علم پر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فنون میں اس فن کو تمام فنون میں امتیازی حیثیت حاصل ہے، اس کو علوم کی ماں کہا گیا ہے، اس فن میں علماء نے ہر دور کی ضرورت کے مطابق بہترین کتابیں تصنیف کی اور اس فن کو طلباء کے سمجھانے اور سہل سے سہل بنانے کیلئے علماء نے کوششیں کیں، فن صرف میں دیگر امور کیساتھ ساتھ طلباء کیلئے صیغوں کا اجراء کرانا انتہائی ضروری اور اہم امر ہے، اس کے بغیر صرف قوانین اور گردانوں کی رٹ لگانا کارآمد نہیں، اس لیے علمائے کرام نے عصری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اس کی صیغوں کے اجراء کا اہتمام کرکے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلے کی ایک کڑی مولانا صالح محمد (ناظم تعلیمات معہد الصدیق بام خیل صوابی) کی کتاب ''تمرین الصیغہ'' بھی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب ''تمرین الصیغہ'' میں مولف موصوف نے طلبا کی آسانی کیلئے قرآن مجید سے صیغوں کے ایک مجموعے کا انتخاب کرکے ہفت اقسام کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا جس سے طلباء سہولت اور آسانی کیساتھ صیغوں کو حل کرکے اپنی اس ضرورت کو پورا کرسکتے ہیں، موصوف نے نہایت عرق ریزی اور محنت کیساتھ اس مجموعہ کو تیار کیا، طلبا و اساتذہ دونوں یکساں طور پر اس شاہکار سے مستفید ہوسکتے ہیں، یہ ایک انمول تحفہ اور قیمتی سوغات سے کم نہیں۔